انقلاب اسلامی

(رہبر معظم کے کلام کی روشنی میں)

مؤلف

ولی فقیہ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

سید علی الحسینی الخامنہ ای مدظلہ العالی

ناشر

معراج کمپنی لاہور

نام کتاب .... انقلاب اسلامی (رہبر معظم کے کلام کی روشنی میں)

مؤلف.............. ولی فقیہ حضرت آیت اللہ سید علی الحسینی الخامنہ ای مدظلہ العالی

اردو تصحیح .... مجاہد حسین حرؔ

پروف ریڈنگ.. خانم آر چوہدری

کمپوزنگ .... قائم گرافکس۔جامعہ علمیہ۔ڈیفنس فیز ۴

ناشر .... معراج کمپنی لاہور

ہدیہ...

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی لاہور

بیسمنٹ میاں مارکیٹ،غزنی سٹریٹ اردو بازار۔لاہور

03214971214،04237361214

محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد

03335234311

عرض ناشر

حمد ہے اس ذات کے لئے جس نے انسان کو قلم کے ساتھ لکھنا سکھایا اور درود و سلام ہو اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسے اس نے عالمین کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور سلام ورحمت ہو ان کی آل پر جنہیں اس نے پورے جہاں کے لئے چراغ ہدایت بنایا۔

جب سے ادارہ قائم کیا ایک خواہش تھی کہ آقائی رہبر معظم سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی کی کتابیں شائع کی جائیں لیکن مصرفیات اور کچھ آقائی موصوف کی کتب کی غیر دستیابی کی بنا پر اس خواہش کی تکمیل میں تاخیر ہوئی۔ لیکن اب الحمد للہ جناب مولانا مجاہد حسین حرؔ صاحب نے رہبر معظم کی کتب فراہم کرنے کی ذمہ داری لی اور انہوں نے خدا کی بارگاہ سے امید ظاہر کی ہے کہ انشاء اللہ سو (۱۰۰) سے زائد کتب فراہم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ اور ان کی اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

"انقلاب اسلامی" ولی فقیہ حضرت آیت اللہ سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی کی ایک ایسی کتاب ہے جس میں انقلاب اسلامی ایران کے انقلاب کی حقیقت اور ثمرات کو بیان کیا گیا ہے۔

زیرنظر کتاب کی اشاعت ہمارے لئے کسی بڑے اعزاز سے کم نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور اسلامی تعلیمات کے فروغ اور دین الٰہی کی نشر واشاعت کے لئے کام کر رہے ہیں، ہماری دعا ہے رب العزت تمام امت مسلمہ کو عزت وسربلندی عطا فرمائے اور ہم سب کو ہر طرح کی بداخلاقی اور دیگر آفات و بلیات سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

ادارہ معراج کمپنی شیخ محمد باقر امین صاحب کی دادی مرحومہ کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔ مومنین کرام سے درخواست ہے کہ مرحومہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ادارہ

فہرست کتاب

پاک و پاکیزہ زندگی ہمارا مقصد ہے

ایرانی عوام نے اسلامی انقلاب کی کامیابی تک حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں جتنی جدوجہد کی یا اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد اس ملک نے جتنی مشکلات کا سامنا کیا ہے، سب کا واحد مقصد ایک اسلامی پاک و پاکیزہ زندگی کی تلاش تھی۔ دین اسلام چاہتا ہے کہ انسان ایک بہتر اور شایان شان زندگی گزارے۔ اگر اسلام کے بیان کردہ اصول زندگی کو معاشرہ کا خاصہ بنا لیا جائے تو انسان کامیابی اور نجات حاصل کر سکتا ہے۔ تمام انبیاء و اولیائے الٰہی اور انسانیت کی بے لوث خدمت کرنے والے بزرگ رہنمایان ملت کا واحد مقصد معاشرہ میں اسی پاک و پاکیزہ زندگی کا نفاذ تھا اور اس کے برعکس شیطان صفت اور انسانیت کے دشمن افراد معاشرہ کو ایسی بابرکت زندگی سے محروم رکھنا چاہتے تھے۔

ہم اسی طیب و طاہر اسلامی زندگی کے حصول کی خاطر برسرپیکار ہیں نہ صرف اپنے لئے بلکہ پوری انسانیت کے لئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم لشکرکشی کریں اور اس بات کا پتہ لگائیں کہ استکبار کے حامیوں نے کہاں انسانی پاک و پاکیزہ زندگی کو مجروح کیا ہے تا کہ ان کے خلاف جنگ چھیڑ دیں۔ نہیں ہماری جنگ ہرگز اس کیفیت کی حامل نہیں ہے بلکہ ہماری کوشش یہ ہے کہ فریبی دشمن کو بے نقاب کرتے ہوئے دنیا کو عالمی استکبار کے حالیہ خبیث و پلید نظام حکومت میں روز بروز دم توڑتی انسانیت کے حال زار سے آگاہ کر دیں، ایسی صورت حال میں فقط دین اسلام دم توڑتی انسانیت میں زندگی کی نئی روح پھونک سکتا ہے۔

نئی بات

اس انقلاب کا پہلا پیغام یہ تھا کہ دنیا میں معنوی اور اخلاقی اقدار کا دور آ پہنچا ہے اس وقت اس پیغام کو سمجھنے اور اس پر یقین کرنے والے افرد بہت کم تھے کیونکہ مادی طاقتوں نے دنیا کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا لیکن آج اس حقیقت کو درک کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آج پوری دنیا میں معنوی اور اخلاقی اقدار دوبارہ زندہ ہو رہے ہیں اور مادیت کو ہر محاذ پر شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے خواہ وہ مارکسیزم کی صورت میں ظہور پذیر ہوئی ہو یا انسانیت کے لئے اس سے بڑے خطرہ کی صورت میں رونما ہوئی ہو یعنی دنیا پر مال وثروت اور میڈیا کی حمایت سے مادی افکار کی حکمرانی کا منصوبہ ہو جس کی قیادت عالمی استکبار خاص طور پر امریکہ نے اپنے ہاتھوں میں لے رکھی تھی۔

ہمارے انقلاب کا دوسرا پیغام یہ ہے کہ مادی طاقتوں میں معنوی اقدار اور قوموں کے عزم وارادہ سے ٹکرانے کی طاقت نہیں ہے۔

انقلاب کا سب سے بڑا راز

انقلاب اور رہبر انقلاب حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی زحمتوں کا اہم ترین سرمایہ ایک خدا ترس، پاکدامن، دور اندیش اور وسیع النظر نسل کی تربیت تھی جن کی پیشانیاں نور ایمان سے منور اور قلوب دریائے معرفت کو سموئے ہوئے تھے۔ راہ خدا میں ان کا جہاد اور نیمہ شب میں اپنے مالک حقیقی سے راز ونیاز اصحاب حسینؑ کی یاد تازہ کرتے تھے۔ انہی افراد نے انقلاب کو درپیش تشویشناک خطرات کا ثابت قدمی سے مقابلہ کیا اور رضائے الٰہی کی خاطر اس اسلامی نظام و انقلاب کی حفاظت کی۔ ان میں سے بعض درجہ شہادت پر فائز ہو گئے لیکن آج بھی ان کی ایک

بڑی تعداد اسی ثابت قدمی سے اس راہ پر گامزن ہے اور یقیناً مستقبل میں بھی اس الٰہی امانت کے محافظ اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔

یاد مان حیات دوبارہ

دھ (۱۰) فجر انقلابی فوجوں کی طاقت کی تجدید اور اس دور کے واقعات اور یادوں کے تازہ ہونے کا باعث ہے، آپس کے عہد و پیمان اور انقلابی اقدار سے تجدید بیعت کا وقت ہے، عصر حاضر کے عظیم ترین معجزہ کی یاد منانے کا دن ہے۔ تاریخ انسانیت میں ان ایام کی نظیر تلاش کرنا مشکل ہے۔

۱۳۵۷ھ شمسی کے فجر سے موسوم عشرہ میں آپ نے کامیابی کی جس بلندی کو فتح کیا وہاں تک پہونچنے کیلئے کسی بھی ملت کو نہ جانے کتنی قربانیاں دینا پڑتی ہیں اور نہ جانے کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے بیدار مسلمان، جوان طبقہ، ممتاز شخصیتیں اور سیاسی یا کلچرل (Cultural) نمایاں ہستیاں بیداری کی اس تحریک بیداری کو اپنی کامیابی سمجھتے ہوئے اس دن جشن مناتے ہیں۔

جو اسلامی معاشرہ استکباری طاقتوں کی ہوا و ہوس کا شکار تھا اور خواب غفلت میں پڑا ہوا تھا، وہ اس انقلاب کی برکت سے بیدار ہو چکا ہے۔ بعض جگہ لوگ نجات پا گئے ہیں اور بعض علاقوں میں یہ بیداری کامیابی کا پیش خیمہ ہے۔

راہ خدا میں قیام کا معجزہ

مشرقی یورپ اور کلی طور پر مشرقی بلاک میں رونما ہونے والے حوادث کی علت اسلامی

انقلاب کی کامیابی ہے۔اس حرکت کی شروعات پولینڈ (Poland) سے ہوئی۔اسلامی انقلاب کی کامیابی کوابھی کچھ مہینہ بھی نہیں گزرے تھے کہ اتحادی جمعیت نے پولینڈ میں اپنی خفیہ کارکردگی شروع کردی۔حکومت سے ان کا مطالبہ یہ تھا کہ انہیں مذہبی رسوم ادا کرنے کی اجازت دی جائے لیکن کمیونسٹ (Communist) حکومت اس بات کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔

آخرکون سوچ سکتا تھا کہ یہ ممالک اندر سے اتنے کمزور ہیں؟! پولینڈ (Poland) میں شایدتقریباً تیس سال تک کمیونسٹ حکومت اقتدار میں رہی لیکن دوسرے ممالک میں پچاس، ساٹھ یا ستر سال تک دین کے خلاف پروپیگنڈے ہوتے رہے جہاں بے خدائی کا میوزیم بنایا گیااور ہراس چیزکوایک جگہ جمع کردیا گیا جوخدا کے وجود کاانکارکرتی ہو یاکسی نہ کسی طرح اس کے وجود پرسوال اٹھاتی ہو،تاکہ یہ سب تمام چیزیں ہمیشہ لوگوں کی نگاہوں کے سامنے رہیں۔دفعۃً پولینڈ (Poland) میں اتحادی جمعیت کے نام سے ایک موثر تحریک عالم وجود میں آئی جس کا مطالبہ یہ تھا کہ ہم کلیسا جانا چاہتے ہیں،حکومت ہمیں اس بات کی اجازت کیوں نہیں دیتی؟! یہ اسلامی انقلاب،حضرت امام خمینی رحمۃاللہ علیہ اور "اَنْ تَقُوْمُوْ الِلّٰہِ" کا معجزہ ہے۔

انقلاب کی برکتیں

انقلاب اور اسلامی نظام نے ایک ایسے ملک کی باگ ڈور سنبھالی تھی جس کی ستر فیصد سے زیادہ آبادی جہالت کا شکار تھی لیکن آج ہم ایک ایسے ملک کی صورت میں ظاہر ہوئے ہیں جس میں تعلیم یافتہ افراد کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ ہمارے ملک نے یونیورسٹیز اور طالبان علم کی وسعت میں حیرت انگیز کارکردگی پیش کی ہے۔ آج ملک میں موجودہ اسٹوڈنٹس کی تعداد اسلامی نظام کی تشکیل کے وقت موجود اسٹوڈنٹس کی تعداد کے مقابلہ میں دس گنا سے بھی زیادہ ہے۔

آج ہمارے ملک میں ہر سطح پر یونیورسٹی موجود ہے۔ اس ملک میں کون سا ایسا چھوٹا یا بڑا شہر ہے جہاں ایک دو یا اس سے زیادہ یونیوسٹیاں سرگرم عمل نہ ہوں۔ ٹیکنالوجی **(Technology)** کے میدان میں پٹرولیم **(Petroleum)**، پٹروکیمسٹری **(Petro chemistry)**، فولاد، دفاعی صنعت میں ہماری ترقی حیرت انگیز ہے۔ ایک دن کسی نے سوچا بھی نہ ہوگا کہ ہمارا ملک خود کے پروڈکٹس **(Products)** بازار میں لا سکے گا لیکن آج یہ خواب شرمندہ تعبیر ہو چکا ہے۔ ماڈرن ٹیکنالوجی **(Modern Technology)** کے حوالے سے جسے دنیا بھر میں رشک بھری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، ہمارے دشمن اپنی تمام دشمنیوں کے باوجود اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے کہ ایران دنیا کے ان دس چنندہ ملکوں میں سے ایک ہے جو ایٹمی ایندھن بنانے پر قادر ہیں، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ تمام پیش رفت اور ترقی اسلامی نظام کی برکت سے وجود میں آئی ہے۔

آپ کو فخر نہیں ہوتا؟

ایک دن وہ بھی تھا جب اس ملک میں لوگ اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے ہچکچاتے تھے یا نماز پڑھنے میں شرم محسوس کرتے تھے۔ حالات کچھ اس طرح تھے کہ ہمارا دیندار طبقہ بھی مختلف مقامات اور اجتماعات میں نماز کے وقت نماز پڑھنے سے کتراتا تھا۔ تقاریر کی ابتداء میں بسم اللہ کہنے سے جھجکتے تھے، بعض لوگ خدا، رسولؐ اور اہل بیت پیغمبر علیہم السلام کا نام لینے یا دعا پڑھنے میں سبکی محسوس کرتے تھے۔ ان دنوں ہماری اسلامی اور قومی شناخت کے دشمنوں نے ایسی فضا قائم کر رکھی تھی کہ ایک مسلمان اپنے کو مسلمان کہنے کی جرأت نہ کر سکے۔

اسلامی انقلاب کی کامیابی نے پرچم اسلام کو سربلند کیا۔ اس وقت عالمی سطح پر غیروں نے بھی محسوس کیا کہ مسلمان ہونا باعث افتخار ہے۔ میں نے خود بعض حکومتوں کے سربراہوں کو غیر مسلم اجتماع میں بھی اپنی تقاریر کا آغاز بسم اللہ اور نام خدا سے کرتے سنا ہے، یہ اسلامی انقلاب کی برکتوں کا نتیجہ ہے۔ یہ وہی افراد ہیں جنہیں اس سے قبل کبھی خدا یاد نہیں آیا تھا۔ انہیں اپنے مسلمان ہونے پر کبھی بھی احساس فخر نہیں ہوا۔ ہاں! اسلامی انقلاب کا اثر یہی ہے، ہمارے شہدا کے خون کا اثر یہی ہے۔

آج بھی ہم انہی حملوں کا شکار ہیں، آج ہماری قومی عزت وغیرت کا دشمن یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنے آباء اجداد، بھائیوں یا بیٹوں کی شہادت کی وجہ سے اپنی شکست کا احساس کریں، وہ یہی چاہتا ہے، وہ اچھی طرح سے جانتا ہے کہ جب تک اس قوم میں ہمارے شہیدوں کی تہذیب زندہ ہے اس وقت تک دنیا کی کوئی طاقت اس قوم پر غلبہ حاصل کرنے کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتی۔ وہ جانتا ہے کہ اگر کسی قوم میں ایثار و فداکاری کا جذبہ زندہ ہو تو اس کو کسی بھی صورت میں دبایا نہیں جاسکتا۔

ہم بھی راہ خدا میں قیام سے نا شنا تھے

ہم بھی ناواقف تھے.... ہمیں اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس مرد خدا نے ہمیں راہ خدا میں جہاد کرنا سکھایا اور جس جگہ بھی خدا کی رضا کیلئے قیام ضروری تھا وہاں ہمارا ہاتھ تھام کر ہمیں سہارا دیا۔ خدا نے اسے اس بات کی توفیق عطا کی تھی۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ آج سے خدا کیلئے قیام کریں، اس کی مرضی کے مطابق کام کریں، ہماری گفتگو، تنقید، تعریف، دشمنی دوستی، خاموشی، تحریر.... سب کچھ اس کی رضا کے حصول کیلئے ہونا چاہئے۔ یقیناً ہر اس چیز کو بالائے طاق رکھ دینا چاہئے جو اس الٰہی جذبہ میں دخل اندازی کرے کیونکہ وہ ہمیں فریب دینا چاہتی ہیں۔ آج ہمیں اپنی نفسانی خواہشات کے ہاتھوں دھوکا نہیں کھانا چاہئے۔

شکرانہ

اس وقت ہماری عزیز قوم اور خاص طور سے جن سے مستقبل کی امیدیں وابستہ ہیں، کا پہلا فرض یہ ہے کہ ماضی اور حال کو مدنظر رکھتے ہوئے ملک کے مستقبل کو سنواریں۔ اس راہ میں سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ ہم اسلام اور انقلاب کی صورت میں جلوہ افروز پروردگار عالم کی اس عظیم نعمت کو پہچانیں اور بارگاہ خداوندی میں شکر بجالائیں۔ اس سے دعا کریں کہ ہمیں اس راہ نجات پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں دشمن کے شور و غل سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے اس کی عداوت ہمارے ارادوں پر اثر انداز نہیں ہونی چاہئے۔ ایرانی قوم نے متعدد بار یہ ثابت کیا ہے کہ اس میں دنیا کی سپر پاور طاقتوں کو شکست دینے کا حوصلہ ہے اور اپنے ایمان، ثابت قدمی اور جذبہ جہاد سے ہر دشمن کو مغلوب کرنے کا دم خم ہے۔ لہٰذا یہ سوچنا بہت بڑی غلطی ہے کہ نرمی اور پسپائی سے دشمن کی پیشروی کو مہار کیا جا سکتا ہے۔ دشمن سے مراد دنیا کی استکباری طاقتیں

خاص طور پر امریکا اور اسرائیل ہیں جو انقلاب سے پہلے والے حالات یعنی سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے مطلق العنان تسلط کو ایک بار پھر ہمارے ملک میں حکم فرما کرنے اور محمد رضا پہلوی جیسے آلہ کار کو مسند اقتدار پر بٹھانے سے کم پر راضی نہیں ہوں گے۔

ایرانی عوام کو چاہئے کہ اپنی ثابت قدمی اور قاطعیت سے دشمن کو ہمیشہ کے لئے ناامید کردیں اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ آج لاکھوں ایرانی باصلاحیت ذہن اور محنت کش افراد اپنے ملک کی تعمیر نو میں مشغول ہیں اور مادی اور معنوی ترقی کی راہ پر آگے بڑھنے کے لئے حیاتی سرمایہ سے استفادہ کررہے ہیں۔

کامیاب قوموں کا شجاعانہ فیصلہ

ہر ملک وملت اپنی تاریخ حیات میں ایسے حوادث و واقعات سے روبرو ہوتی ہے جو اس کے مستقبل کے نقوش کو معین کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ حوادث اس ملک کو خوشبختی اور عزت واقتدار کے ہمالیہ پر بھی پہونچا سکتے ہیں اور ذلت وحقارت میں بھی مبتلا کرسکتے ہیں۔ ممکن ہے سالوں پر مشتمل حوادث کا یہ سلسلہ اس قوم کی مجموعی حیات کے مقابلہ میں ایک لمحہ سے زیادہ وقعت نہ رکھتا ہو۔ جو قوم بھی اپنے آہنی ارادوں، تیز بینی اور ایمان وثبات قدمی کے ساتھ ان حوادث کی طوفانی ہواؤں کا مقابلہ کرتی ہے وہ عزت وشرف کی چوٹیوں کو فتح کرلیتی ہے اور ترقی کی شاہراہوں کو اپنے قدموں تلے روندتے ہوئے آگے بڑھتی ہے لیکن اس قوم کا مستقبل تاریک ہوتا ہے جو کمزور، تن پرور، دنیاوی نعمتوں کی دلدادہ، آرام پسند، اور ایمان وقوت ارادی کی دولت سے محروم ہو اور ذلت وغلامی اور دست نگری اس کا مقدر بن جاتی ہے اور اقوام عالم کو دامن گیر غلامی اور محتاجی کے سبب پیدا ہونے والی تمام مشکلات اس پر بھی اپنا شکنجہ کسنے لگتی ہیں

اوراس کی دنیاوآخرت کوبربادکردیتی ہیں۔

کسی بھی دور میں دنیا کی کامیاب اورخوشبخت اقوام وہ ہیں جنہوں نے ایسے تاریخی لمحہ میں شجاعانہ اورشرافت مندانہ فیصلہ کرتے ہوئے اپنی جدوجہد کو جاری رکھا اوراس کے نتیجہ میں درپیش مشکلات کو برداشت کیا اوراپنی سخت محنت اورلگن سے خودکوعزت ووقاراورآزادی سے ہمکنارکیا۔

ترقی اقدار کی مرہون منت ہے

یہ مفروضہ دشمنوں کا بنایا ہواہے کہ انقلابی مقاصد کی تکمیل اور ملک کی ترقی دومتضاد چیزیں ہیں۔ ہمارے بعض احباب غلطی سے ایسی باتوں کی تکرار کرتے ہیں۔ انقلابی اقداراس ملک کی ترقی کے ضامن ہیں، یہ دونوں ایک ہی سکہ کے دو پہلو ہیں۔

ملک کی ترقی اور دوران جنگ یا شاہنشاہی نظام حکومت میں پیش آنے والی ملکی خسارات کی بھرپائی اوراس ملک کی ازسرنوتعمیر؛ انقلابی اقداراور انقلابی اغراض ومقاصد کے ہمراہ ہی ممکن ہے۔

یہ ملت انقلابی اقدار کی حفاظت اوراس کے مقاصدکولے کراس راہ پرآگے بڑھے گی۔

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتب فکر

حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوران لوگوں کی ہدایت، ان کی عمومی معلومات میں اضافہ اور لاکھوں لوگوں میں جہادی فکر پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی حکومت کے خاکہ کو جامہ عمل پہنایا اور دنیا میں رائج دو نظام حکومت یعنی متحدہ روس، چین، اور انہی کی طرز پر یورپ اور افریقا کے بعض علاقوں میں جبری کمیونسٹ نظام حکومت اور یورپ میں لوگوں کی افکار اور تقدیر پر ڈیموکریسی کے نام پر ثروت مند طبقہ کے قبضہ کی صورت میں پارلیمانی نظام حکومت کے درمیان دین اور انسانی حقوق کو معیار بناتے ہوئے اسلامی نظام حکومت کو پیش کیا جس میں ایمان اور عوام بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں اسلامی نظام حکومت انصاف وایمان، عقل وخرد، آزادی اور انسان دوستی کا نمونہ ہے۔قومی آزادی اور بین الاقوامی استکباری نظام کی نفی وہ خصوصیتیں ہیں جن کی جڑیں حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتب فکر میں گہرائی تک اتری ہوئی ہیں۔

اسلامی نظام حکومت کی حامی قوم چونکہ باایمان، عدل وانصاف کی گرویدہ، صاحب عقل ومنطق اور دین کی تابع ہے اور کسی کے دباؤ یا زبردستی کو قبول نہیں کرتی لہٰذا طبیعی طور پر دنیا پر سیاسی، اقتصادی یا فکری تسلط کی چارہ جوئی کرنے والی تمام طاقتوں کے سامنے ڈٹی ہوئی ہے اور ہر ظالم، غاصب اور من مانی کرنے والے کا مقابلہ کرتی ہے اور ان کی ہر دخل اندازی کا جواب دیتے ہوئے اپنی عزت وشرافت اور آزادی کی حفاظت کرتی ہے۔ اور چونکہ تمام مسلمانوں کی باہمی

اخوت اور تمام انسانوں کی عزت و شرافت پر ایمان رکھتی ہے لہٰذا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں اگر کوئی ملت ظلم و ستم کا نشانہ بن رہی ہو تو ان کی دلجوئی کرتی ہے اور اگر وہ اپنی آزادی کے طالب ہوں تو ان کی مدد کرتی ہے۔

حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کے سیاسی مکتب فکر کو پیش کرتے ہوئے دشمنان اسلام کی ڈیڑھ سو سالہ فکری اور سیاسی کوششوں کو ناکام کر دیا، جہاں دشمن معاشرہ کی شہ رگ حیات سے حیات بخش اسلامی تعلیمات کو نکال پھینکنا چاہتا تھا اور اس کی کوشش تھی کہ دین وسیاست کو ایک دوسرے سے الگ کرتے ہوئے دینداری کو فقط انفرادی اعمال وعبادات تک محدود کر دیا جائے اور اسلام کو عالمی سیاست کے میدان سے حذف کر کے اسلامی ممالک کو اپنی سیاسی اور فوجی لوٹ مار اور حملوں کی اماجگاہ بنادے۔

ظاہری اور باطنی سازشوں کا سیلاب

انقلاب کی کامیابی کے ابتدائی دنوں ہی میں اس ملک کے خلاف نفرت، دشمنی اور سازشوں کی اک لہر چلی جو انقلاب کی کامیابی سے استکباری اور مفسد حکومتوں کے سیاستدانوں اور صہیونی طاقتوں میں حیرت و ناتوانی اور لاچاری کی کیفیت کے رفتہ رفتہ زائل ہونے کے ساتھ ساتھ روز بروز شدت پکڑتی گئی۔

امریکہ اور اس کا دست پروردہ اسرائیل اس تحریک کے علمبردار تھے کیونکہ پہلوی حکومت کا زوال، علاقہ میں ان کے سب سے بڑے متحد، فرمانبردار اور خدمت گزار حکومت کی نابودی کے مترادف تھا جس کے نتیجہ میں مشرق وسطیٰ میں ان کے سیاسی اور اقتصادی مفادات ہاتھ سے جاتے رہے۔ ان حاسدانہ، مکروہ اور نفرت انگیز حقائق کا بیان چند سطروں یا صفحات میں ممکن

نہیں ہے بلکہ ان حقائق پر روشنی ڈالنے کے لئے ہزاروں صفحات اور دسیوں جلد کتابوں کی ضرورت پڑے گی۔ الحمد للہ اس حوالے سے لوگوں کی عمومی معلومات میں اضافہ کے لئے کافی مواد موجود ہے۔ ان دشمنانہ کوششوں کی طویل فہرست پر نگاہ ڈالئے، سیاسی دباؤ، فوجی کاروائیاں، حکومت کا تختہ پلٹنے کی ناکام کوششیں، ملک میں مختلف جگہوں پر انتشار پھیلانا، اقتصادی پابندیاں اور سازشیں، ہمارے محفوظ سرمایوں پر قبضہ، ہمارے خلاف فضا سازی کی غرض سے سینکڑوں ریڈیو، ٹیلیویژن، اخباروں اور مجلّوں کا سہارا لیتے ہوئے پروپیگنڈے کرنا اور ہزاروں مضامین کا منظر عام پر آنا اور گزشتہ کچھ عرصہ سے ہماری تہذیب اور افکار کو چاروں طرف سے نشانہ بنانا؛ عالمی مفسدین، صہیونیوں، استکباری طاقتوں اور سب سے پیش پیش امریکہ کی اسلام و انقلاب اور ہمارے انقلابی عوام سے دشمنی کا واضح ثبوت ہے۔

تکراری پروپیگنڈے

انقلاب کے ۲۰ سال گزرنے کے بعد آج مخالفین کے دشمنانہ پروپیگنڈے تکراری اور تھکا دینے والے ہیں۔ کل جنہوں نے ۱۵ خرداد اور ۱۷ شہریور کے دل دہلا دینے والے قتل عام کی بے شرمی سے حمایت کی تھی آج حقوق بشر کے دعویدار بنے بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے پہلویوں کی پچاس سال سے زیادہ طولانی جابر اور سیاہ حکومت کی پشت پناہی کی ہے وہ آج اسلامی جمہوریہ ایران پر ڈیکٹیٹر شپ **(Dictatorship)** کا الزام لگا رہے ہیں۔ جو ہمارے ملک میں غارتگری، قومی محفوظ سرمایوں کی بربادی اور ہم پر ناقص اور معیوب صنعت تھوپ کر سالوں عالمی برادری سے ہماری عقب ماندگی کا سبب بنے، آج انقلاب کی برکت سے ملک میں تعمیری امور، حیرت انگیز ترقی اور صلاحیتوں کے ظہور کے وقت اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے ہیں۔ کچھ

لوگ آج بھی ایران کو ایک بار پھر ذلت آمیز شہنشاہی نظام حکومت کے حوالے کرنے کی تمنا دل میں لئے انقلاب کے تازہ دم اور انقلابی نوجوانوں کو رجعت پرست کہتے ہیں۔ملک کی تازہ دم اور جذبہ جہاد سے سرشار جوان نسل ملک کے دشمنوں سے آشنا ہے۔ہمارے جوان انقلاب کی بیس سالہ مختصر لیکن پرنشیب وفراز تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے امریکا اور صہیونیزم کو پہچانتے ہیں اور ہرگز ان کے ہتھکنڈوں، دھمکیوں یا جھوٹی مسکراہٹ کے دام فریب میں گرفتار ہونے والے نہیں ہیں۔ملک عوام کا ہے اور یہ قوم اس ملک کی عزت و وقار اور آزادی کی حفاظت میں اپنی پوری قوت صرف کر دے گی۔

لوگوں کی خدمت کا کم نظیر موقعہ

میں یہ بات مقننہ، مجریہ حکومت اور قضائیہ کے تمام منصب داروں اور ذمہ دار افراد نیز مسلح افواج کے گوش گزار کر دوں کہ اس عظیم ملک اور قوم کی خدمت کا جو موقعہ ان کے ہاتھ آیا ہے اسے غنیمت سمجھیں۔آپ کی بے لوث خدمت درحقیقت دین اسلام کی خدمت ہے۔اس کم نظیر موقعہ کا حصول خدا کے صالح اور سچے بندوں کی دیرینہ آرزو تھی۔اس سنہرے موقعہ سے رضائے الٰہی کے حصول اور بارگاہ الٰہی میں تقرب کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کر دیں اور ملک وملت کی مشکلات کے حل، آباد اور ترقی یافتہ ایران کی تعمیر نو، ناانصافی اور نژاد پرستی کے خاتمہ، اقتصادی اور فکری دست درازی کی ریشہ کنی اور بیرونی غارت گر طاقتوں نیز اندرونی لالچیوں کی امیدوں پر پانی پھیرنے کے لئے خلوص نیت، پاکیزگی نفس اور مجاہدانہ جوش و ولولہ کے ساتھ خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے قدم اٹھائیں۔تاریخ کے جس موڑ پر ہم کھڑے ہیں وہ بہت حساس اور اہم ہے اور ہم میں سے کسی کو حق نہیں پہونچتا کہ اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے یا اپنے

اقارب کے لئے ثروت اندوزی میں مشغول ہوکراس موقعہ کوضائع کردیں اورنتیجہ میں خدااورخلق خداکی لعنت کے مستحق قرار پائیں۔

تربیت کا تاریخی موقعہ

میں لازم الاحترام علمائے اسلام، افاضل اورمختلف علوم وفنون کے ماہرین کی خدمت میں عرض کرنا چاہتاہوں کہ تعلیم وتربیت کے حوالے سے ملک کی آزادفضااور بااستعداد جوان نسل کی تربیت کی صورت میں خدمت کا ایک عظیم موقعہ آپ کے ہاتھ لگاہے۔ اسلامی انقلاب کی برکت اورانتھک کوششوں کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے اس کم یاب موقعہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔قلوب کونورایمانی سے منوراورافکارکوعقل ومنطق سے آراستہ کرنے کی کوشش کریں اورایرانی قوم کوملک کے تابناک مستقبل سے روشناس کرائیں۔دلوں میں امید کے چراغ روشن کرکے ناامیدی کے تاریک سایوں کومٹادیں۔ذہنوں کوفکری انجماد،قدامت پرستی، بے راہ روی اوربیہودہ گوئی سے نجات دلائیں۔ایران کے موجودہ حساس تاریخی دورمیں اپنی اہم اور دیرپااثرات کی حامل ذمہ داریوں کوایک الٰہی وظیفہ جانیں۔

جوان،سب سے پہلے رفقاء

آج آپ جوانوں کے دوش پرایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ایک دن اس ملک کے چنیدہ جوان اسلام کی حقیقی معرفت حاصل کرنے کی وجہ سے اس انقلاب کی عظیم تحریک کو چلانے میں کامیاب ہوئے تھےاورحضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے پہلے رفقاء کارقرار پائے تھے۔یہ عظیم انقلاب اسی معرفت کے حصول کانتیجہ ہے۔وہ افرادجوراہ گشاہوتے ہیں،راستہ کی

رکاوٹوں کو دور کرتے ہیں، عظیم پہاڑوں کے دل میں راستہ بناتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور دوسروں کے لئے اپنے نقش قدم چھوڑ جاتے ہیں، وہ ہمیشہ ایسے ہی منتخب اور چنیدہ افراد کا گروہ ہوتا ہے جن کا اسلحہ معرفت اور حقیقی شناخت ہوتی ہے۔ وہ اپنے ہدف سے واقف ہوتے ہیں اور اس کی سمت حرکت کرتے ہیں۔ یہی علم ان کو مضبوط ارادہ عطا کرتا ہے اور احساس خستگی اور تھکن کو ان سے دور کر دیتا ہے۔ یہی دین کی حقیقی شناخت کا اثر ہے۔ تاریخ اسلام میں جتنی عظیم تحریکیں اور انقلاب رونما ہوئے وہ سب اسی معرفت کا نتیجہ ہیں۔

آج آپ جوانوں کی معرفت اور شناخت آپ کے لئے مشعل راہ ہونا چاہئے تا کہ صدی کے اس عشرہ یا آنے والے عشرہ میں آپ کے دوش پر جو سنگین ذمہ داریاں عائد ہونے والی ہیں ان کو بحسن وخوبی انجام دے سکیں۔

اسلامی انقلاب کے افتخار آفرین سلسلہ کو باقی رکھنے کے لئے آج آپ کے مضبوط حوصلوں اور اٹل ارادوں کی ضرورت ہے۔ اس انقلاب نے بلند و بالا مقاصد تک ہمارے ملک کی رسائی کو ممکن بنایا ہے۔ آج یہ عظیم ذمہ داری آپ کے کاندھوں پر ہے۔ مختلف علوم وفنون میں مہارت، سیاسی تحلیل وتجزیہ پر دسترس، نوعمری کی سچائی اور صفائے قلب کی حفاظت اور دینداری اور پاکدامنی کی رعایت ایسی عظیم ذمہ داریاں ہیں جو جوانوں کو ہر وقت اور ہر جگہ اپنے ذہنوں میں رکھنا چاہئیں خواہ وہ یونیورسٹیاں (Universities) ہوں یا حوزہ علمیہ، اسکولس (Schools) ہوں دفتر، شہر ہو یا گاؤں۔ اس سلسلہ میں خدا سے مدد مانگئے اور اپنے اور خدا کے درمیان تضرع وزاری، نماز اور وابستگی کا رابطہ قائم رکھئے۔

انقلاب امام اور امام انقلاب

درحقیقت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور انقلاب ایک دوسرے سے الگ نہیں ہیں۔ حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت فقط آپ کی ذاتی خصوصیات میں سمٹ کر نہیں رہ جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے عزیز امام مختلف پہلوؤں سے ایک نمایاں اور ممتاز شخصیت کے حامل تھے، ایک بزرگ عالم دین، صاحب نظر فقیہ، ممتاز فلسفی، سیاستدان اور سماج کے ایک عظیم مصلح تھے اور معنوی اعتبار سے کم نظیر اور نمایاں عادات واطوار کے مالک تھے۔

یہی وہ خصوصیات ہیں جو حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو خود آپ کے دور میں یا آپ کے بعد آنے والے زمانہ میں نمایاں اور ممتاز بنا دیتی ہیں۔ لیکن حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت فقط ان خصوصیات تک محدود نہیں ہے۔ اس ملک اور علاقہ میں دنیا بھر کی نگاہوں کے سامنے واضح اصول وقوانین کی بنیاد ڈالتے ہوئے ایک سیاسی اور معاشرتی نظام کی تشکیل اور مسلمانوں بلکہ پوری دنیا کے مظلوم اور ستم دیدہ افراد کے دلوں میں شمع امید روشن کر دینا، آپ کی شخصیت کا دوسرا پہلو ہے۔ حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت آپ کے بنیادی اصول سے الگ نہیں ہے۔ ہمارے انقلابی اصول اور انقلاب کی ماہیت درحقیقت حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے خدوخال معین کرتے ہیں۔ ہم انقلاب کے بارے میں جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ در اصل حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہوتا ہے۔

دائرۃ المعارف انقلاب

یہ انقلاب مضبوط بنیادوں پر استوار ہے، اس انقلاب نے عدل وانصاف کے نفاذ کو بھی مدنظر رکھا اور آزادی اور استقلال کے ہمراہ معنویت اور اخلاقی اقدار کو بھی مورد توجہ قرار دیا۔ یہ انقلاب انصاف پسندی، آزاد طلبی، ڈموکریسی، معنویت اور اخلاق کا مجموعہ ہے۔ لیکن عدل و انصاف کا یہ مفہوم متحدہ روس یا اس جیسے دیگر ممالک میں کمیونسٹوں کے ذریعہ پیش کئے گئے عدل و مساوات کے مفہوم سے بالکل جدا ہے۔ یہ عدالت اپنی خاص تعریف کے ساتھ اسلامی رنگ و بو کی حامل ہے۔

اسی طرح اسلامی جمہوریہ نظام میں آزادی کا مفہوم مغربی دنیا میں مستعمل آزادی کے مفہوم سے جدا ہے۔ یہ اسلامی آزادی ہے جس میں معاشرتی آزادی بھی ہے اور معنوی آزادی بھی، اور اسلام کے بیان کردہ تعریف و شرائط اور دینی تعلیمات کی روشنی میں شخصی آزادی بھی ہے۔

جس معنویت اور اخلاقی اقدار کو اسلامی جمہوریہ اور انقلاب نے اپنے بنیادی اصول میں قرار دیا ہے وہ غیر منطقی اور جمود کا شکار دینداری کے مفہوم سے پوری طرح الگ ہے۔ دینداری کا یہ مفہوم ظاہری اور محض زبانی قلقلہ ہوتا ہے جس میں انسان اور سماج کی خوش بختی اور نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ عدل وانصاف، آزادی اور معنویت کے بعد اسلامی ہونے کی یہ قید بہت پر معنی ہے جس پر غور وفکر ضروری ہے۔

حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے انقلاب کی کامیابی سے پہلے لوگوں اور باخبر افراد کے سامنے ان اصولوں کی وضاحت فرمائی تھی، انقلاب کی کامیابی کے بعد انہی اصول پر اسلامی جمہوریہ کی بنیاد رکھی اور تاحیات انہی اصول پر گامزن رہے اور جدوجہد کرتے رہے۔

کروڑوں کا خرچہ کس لئے؟

دنیا پر حاکم نظام اور استکباری سیاستوں اور ان میں پیش پیش امریکہ کی اسلامی جمہوریہ کے خلاف یکجا ہو کر مورچہ سنبھالنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ اس مرکز اور چشمہ کو بند کردینا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اس بات سے واقف ہیں کہ جب تک یہ چشمہ ابلتا رہے گا اور انقلابی مرکز موجود ہے، وہ اقوام عالم کو انصاف طلبی اور تلاش حق سے ناامید نہیں کرسکتے۔ لہٰذا وہ ان دو کاموں میں سے کسی ایک کو انجام دینا چاہتے ہیں یا تو منبع اور چشمہ انقلاب کو پوری طرح سے بند کردیا جائے یا چونکہ وہ یہ جانتے ہیں کہ اس بیدار اور زندہ قوم کے ہوتے ہوئے یہ کام ممکن نہیں ہے لہٰذا ان کی کوشش ہے کہ اسلامی جمہوریہ کی تعلیمات کو مٹا دیا جائے، اس کا رخ بدل دیا جائے اور اسلامی انقلاب کے واضح اور مسلم الثبوت مطالب کو مخدوش کردیا جائے چاہے اس کی ظاہری شکل وصورت اپنی جگہ باقی رہے یا نہ رہے۔

انقلاب، چمران، لبنان

اس انقلاب نے عالم اسلام اور عالم عرب میں امید کے چراغ روشن کئے ہیں۔ جب ہمارا انقلاب کامیابی سے ہمکنار ہوا تو عالم اسلام اور عالم عرب ناامیدی اور جمود کا شکار تھا۔ صہیونی اپنا کام کرچکے تھے اور سب کو مرعوب کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ کسی کو خواب وخیال میں

بھی امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی تھی۔ دفعۃً نجات اور آسودگی کی طرف لے جانے والا باب کھلا اور اقوام میں امید جاگ اٹھی۔ آج آپ شاہد ہیں کہ فلسطینی عوام اپنی بھر پور طاقت کے ساتھ میدان میں اتر چکے ہیں اگر چہ ان کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑھ رہا ہے لیکن اس کے باوجود اپنی جدو جہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اسی امید کی دل نواز نسیم سحر نے لبنان کو بیدار کر دیا۔ اس انقلاب کے دوران لبنان خلفشار کا شکار تھا، صہیونی اپنی من مانی کیا کرتے تھے، حملہ کرتے تھے، قتل و غارت گری پھیلاتے تھے، ناحق قبضہ کرتے تھے، ان کے جنگی طیارے لبنان کی فضا میں آتے جاتے تھے گویا وہ ان کا ملک ہو اور اس کے مقابلہ میں لبنانی آپس کے اختلافات میں الجھے ہوئے تھے۔ اس انقلاب کی کامیابی سے کچھ عرصہ پہلے مرحوم ڈاکٹر چمران کی دو گھنٹوں پر مشتمل تقریر کی ایک کیسٹ مجھے ملی، میں نے مشہد میں ان کی تقریر سنی، وہ خود لبنان میں موجود تھے، مذکورہ تقریر میں لبنانی عوام کی مشکلات پر روشنی ڈالی تھی، آج لبنان، اسرائیل پر ایسی ضرب لگا رہا ہے جس کی نظیر اسرائیل کی پیدائش سے لے کر آج تک عرب اسرائیل جنگوں میں نہیں ملتی۔ اگر کسی قوم میں حوصلہ کا فقدان ہو تو یہ واقعات رونما نہیں ہو سکتے۔ یہ حوصلہ آپ لوگوں نے انہیں دیا ہے۔

اگر دین کا نعرہ نہ ہوتا؟!

اسلامی انقلاب کی کامیابی کے وقت جو جوان موجود نہیں تھے یا وہ نسل جس نے کامیابی سے پہلے کا دور نہیں دیکھا ہے، یہ اچھی طرح سے جان لیں کہ اگر اسلامی انقلاب نہ ہوتا، اگر ہمارے عزیز امام نہ ہوتے اور اگر اسلام، علمبردار انقلاب اور اس ملک میں تبدیلی نہ آئی ہوتی تو امریکا کے ذلت آمیز قبضہ اور سنگ دل مطلق العنان پہلوی حکومت کے چنگل سے رہائی ممکن نہیں

تھی۔اس ملک کو آزاد کرانے کے لئے ہر تدبیر پر عمل کیا گیا لیکن کوئی بھی کارگر ثابت نہیں ہوسکی۔ متعدد سیاسی پارٹیاں، مشرق ومغرب سے وابستہ تحریکیں، مسلحہ بغاوتیں.....کسی نہ کسی زمانہ میں ہر چیز کا تجربہ کیا گیا لیکن کوئی تحریک بھی اس ملک کی بہبود میں مؤثر ثابت نہ ہوئی، یہاں تک کہ انقلاب کی کامیابی سے کچھ سال پہلے جب بعض نوجوانوں نے مسلحانہ جہاد کی کوشش کی تو اس کا سر کچل دیا گیا اور ملک پر پہلوی حکومت کی گرفت مضبوط ہوگئی اور ایک بار پھر ناامیدی کے بادل چھانے لگے۔ پہلوی حکومت کا صحیح معنوں میں مقابلہ کرنے کی طاقت اگر کسی میں تھی تو وہ اس ملک کے عوام تھے۔یعنی فاسد، کٹھ پتلی اور ظالم و جابر پہلوی حکومت اور اس کے پشت پناہ امریکا کو شکست دینے کے لئے پوری ملت کا سامنے آنا ضروری تھا۔ایران میں دین کے علمبردار روحانی طبقہ کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا گروہ نہیں تھا جو لوگوں کو متحد کر سکے، جو دین کے نام پر لوگوں کو یکجا کر سکتے تھے۔سالوں پر مشتمل ہمارے ملک کے اس طویل تجربہ پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔

ایک ترقی یافتہ قانون

عدل وانصاف، معاشرہ میں عدل وانصاف کا نفاذ،حقوق الناس کی رعایت اور سماج کے طبقاتی فاصلوں کو مٹانا اسلامی نظام حکومت کے اصول میں سے ایک ہے۔سرکاری دفتروں میں کرپشن، ملک میں مالی فساد اور حکومتی امور میں دخیل صاحب اختیار افراد کے اپنے عہدہ سے غلط استفادہ کے خلاف اعلان جنگ انقلاب کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے جس کی رعایت ضروری ہے۔

ہر میدان میں قومی آزادی کی حفاظت اور دشمن کی دراندازیوں کا مقابلہ کرنا انقلاب کے ناقابل تغییر اصولوں میں سے ہے۔انقلابی اصول اور بنیادی وظائف تبدیل نہیں کئے جا

سکتے۔ ہمارا ملکی دستور اسی کا مظہر ہے۔

اپنے کمزور پہلوؤں کو پہچانیں

انقلاب اور اسلام کے جمہوری نظام کے ڈھانچہ (Structure) کو نقصان نہیں پہونچایا جاسکتا ہے، اگر مختلف شعبوں کے ذمہ دار افراد ہوشیار رہیں تو یہ ڈھانچہ (Structure) بہت اہم ہے۔ اگر" نقصان نہیں پہونچایا جاسکتا ہے" کی جگہ" نا قابل شکست" کہیں تو تعبیر زیادہ دقیق ہوجاتی ہے۔ کیونکہ اسلامی جمہوری نظام میں دینی تعلیمات کی روشنی میں جمہوریت وہ خصوصیت ہے جو اس نظام کی بقا، دوام، قدرت اور نتیجتاً میں نا قابل شکست ہونے کا راز ہے۔ اسلامی جمہوریہ کا مطلب ہی دین کی سرپرستی میں لوگوں کی حکومت ہے۔ ایمان اور دین کی بنیادوں پر تعمیر یہ نظام قہری طور پر نا قابل تسخیر ہے خاص طور پر ہمارا دین اور ایمان جو اندھی تقلید نہ ہوکر عقل و منطق اور بصیرت کا نتیجہ ہے لیکن یہ شکست نا پذیری صرف اس وقت تک باقی رہے گی جب تک ہم میں سے ہر فرد، چاہے جس شعبہ سے متعلق ہو، دشمن کی محاذ اور جنگی ارائش کو زیر نظر رکھے، اپنی کمزوریوں کو تشخیص دے سکے اور ان کا ازالہ کرسکے۔

باغبانی ضروری ہے

ہمارا انقلاب ایک عظیم اور چند جہتی انقلاب ہے۔ یہ انقلاب انسانی سماج کی بنیادی ضرورتوں کے لئے پیغام اور دستور العمل کا حامل ہے۔ موجودہ وقت میں انقلاب کے متعدد پیغام ان کلیوں کے مانند ہیں جن کو پھول بننے کے لئے مناسب آب و ہوا کی ضرورت ہے اور ایسے حالات ابھی تحقق پذیر نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ یہ درخت بے ثمر

ہے، نہیں بلکہ یہ درخت بارآور اور ثمر بخش ہے۔ ہمیں ان کلیوں کے کھلنے میں موثر کردار ادا کرنا ہو گا، بعض رکاوٹیں ہیں جن کی وجہ سے یہ کلیاں پھول نہیں بن سکی ہیں۔

عدالت انقلاب کی بنیاد ہے

معاشرہ میں اسلامی عدالت کا نفاذ انقلاب کا اہم شعار ہے۔ یہ شعار متعدد قیمتی حقائق پر مشتمل ہے۔ خود کلمہ عدالت ایک وسیع مفہوم کا حامل ہے اور اس میں اسلامی ہونے کی قید نے اس وسعت کو دوبرابر کر دیا ہے۔ عدالت یعنی "اعطاء کل ذی حق حقه" یعنی ہر حقدار کو اس کا حق دینا۔ آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ بے شمار انسانی حقوق (Human rights) کی رعایت اور ادائیگی کا مطلب عدالت ہے۔ عدالت کا یہ مفہوم ذاتی طور پر آزادی کے صحیح مفہوم کو بھی ادا کرتا ہے اور مساوات کے واقعی مفہوم کو بھی پہنچاتا ہے۔ مساوات یعنی اونچ نیچ کا خاتمہ، مساوات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرد اور عورت ایک ردیف میں کھڑے ہو جائیں اور ایک دوسرے کے مثل و مانند بننے کی کوشش کریں۔ کمیونسٹ اسی غلطی کے مرتکب ہوئے جس کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑا۔

قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں سب مساوی ہیں، لیکن جد و جہد کی راہ کھلی ہوئی ہے، جو زیادہ کوشش کرتا ہے وہ بہتر نتیجہ حاصل کرتا ہے اور جس کی تلاش و کوشش کم ہوتی ہے اس کا ماحصل بھی کم ہوتا ہے۔ ایک شخص کسی نیک مقصد کے لئے آگے بڑھتا ہے اس کا نتیجہ بھی ایک ہوتا اور کوئی برے کام کا قصد کرتا ہے تو اس کا نتیجہ بھی برا ہی ہو گا۔

ایک انقلاب کیوں مرجاتا ہے

ممکن ہے کہ ایک انقلاب یا نظام کسی روز دم توڑ دے۔ کسی انقلاب یا نظام کی موت و حیات کا سبب کیا ہوسکتا ہے؟ دو انتہائی اہم سبب پائے جاتے ہیں، جن میں سے پہلا سبب اس انقلاب میں مستعمل نعروں، پیش کئے گئے دعووں اور وہ اغراض و مقاصد ہیں جن کا سہارا لے کر مذکورہ انقلاب کی سنگ بنیاد رکھی گئی تھی، جس وقت بھی یہ دعوے کمزور پڑنے لگیں اور انقلاب کی افادیت کم رنگ ہوجائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ آفتاب انقلاب زوال پذیر ہو چکا ہے۔ لیکن اسلامی انقلاب کے حوالے سے یہ بات قابل قبول نہیں ہے کیونکہ جو نعرے اور دعوے اس انقلاب میں پیش کئے گئے تھے وہ انسانی ضرورتوں کے عین مطابق ہیں۔ عدل کا قیام، دوسروں کی تعظیم، ظلم کے خلاف قیام، مظلوم کا دفاع، طبقاتی فاصلوں کو مٹانا اور امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے اس قول میں " کظۃ ظالم ولا سغب مظلوم" (نہج البلاغہ خطبہ) (یعنی ظالم کی سیری اور زیادہ خواہی مظلوم کی بھوک اور محرومی کا سبب ہے) جن عوامل کی طرف اشارہ کیا ہے ان کی روک تھام اس انقلاب کے اہداف ہیں لہٰذا یہ انقلاب ہرگز پرانا نہیں ہوسکتا۔ آزادی کسی بھی ملک کی پہلی ضرورت ہے اور آزادی اسلامی انقلاب کے نعروں میں سے ایک ہے۔ آزادی اپنے اسلامی انسانی اور حقیقی معنی میں ہر انسان کی ضرورت ہے۔ ان طریقوں سے اسلامی انقلاب کبھی پرانا نہیں ہوسکتا۔ یہ نعرے انسان کی دائمی ضرورت ہیں۔

دوسرا عامل جو انقلاب کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے وہ انقلاب کے حقیقی وارثوں اور برسر کار افراد یعنی عوام اور حکومتی منصب داروں کا تھکنا اور سست پڑ جانا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ کسی غلطی کے مرتکب ہوجائیں اور ضروری صلاحیت کھو بیٹھیں۔ جو انقلاب یا نظام بھی اس مشکل سے روبرو ہوگا، صفحہ ہستی سے مٹ کر رہ جائے گا۔ اسے ایک خطرہ سمجھتے ہوئے ہمیں ہمیشہ چوکنا

رہنا چاہیئے، واقعی خطرہ یہ نہیں ہے کہ کوئی حکومت کسی دوسری حکومت کو ڈرائے دھمکائے۔ ایک جاندار مختلف حیلوں اور طریقوں سے اپنا دفاع کرتا ہے، کبھی سیاست تو کبھی لشکری طاقت اور کبھی حکمت عملی اور عقل کا سہارا لیتا ہے اور خطرہ کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ زندہ اور خود کفا ہو، اپنے آپ پر اعتماد اور لازمی صلاحیتوں کا حامل ہو۔ ہمیں اپنے اندر انقلابی صفات کو باقی رکھنا ہوگا۔ اگر یہ استعداد محفوظ رہی تو انقلابی آئیڈیالوجی **(ideology)** کسی خطرہ سے روبرو نہیں سکتی ہے۔ انقلابی شعار زوال پذیر نہیں ہیں، ہمیں اپنے اندر ان صفات کو تقویت دینا ہوگی۔

بہشت کا راستہ

اسلامی انقلاب نے ہم سب کو خدا کی طرف جانے والے راستہ سے روشناس کرایا ہے۔ بہت سے ایسے جوان جو انقلاب کے دوران اس کے سخت حامیوں میں شمار ہوتے تھے، انقلاب سے پہلے اسلامی معارف اور دینی لیٹریچر سے نا آشنا تھے۔ ان تمام لوگوں نے اسلامی انقلاب کی برکت سے رضائے الٰہی اور نعمات بہشتی کی طرف جانے والے راستے کا انتخاب کیا اور آج بھی ہر آنے والے کا استقبال کر رہا ہے۔ اور اس برق رفتاری سے آگے بڑھے کہ اس راہ سعات کے دیرینہ مسافروں کو میلوں پیچھے چھوڑ دیا۔ خود میں ایسے خوش نصیبوں کو جانتا اور پہچانتا ہوں۔ جن دنوں ہم اسلامی معارف کو سمجھنے کیلئے اپنا سر کھپایا کرتے تھے اور بحث و مباحثہ کی کثرت سے ہماری قوت گویائی جواب دے جایا کرتی تھی، اس وقت تاریخ انقلاب کے ان ضوفشاں ماہ پاروں میں سے نہ جانے کتنے عہد طفولیت کے لاشعوری دور سے گزر رہے تھے اور نہ جانے کتنوں نے اس عالم آب وگل میں قدم بھی نہیں رکھا تھا۔ لیکن جیسے ہی اسلامی انقلاب کی

صورت میں سعادت ونجات کی طرف جانے والا راستہ کھلا، نہ صرف یہ کہ یہ افراد ہم جیسوں سے سبقت لے گئے بلکہ اتنی دور نکل گئے کہ ہمیں ان کا غبار قدم بھی نظر نہیں آتا۔ انقلاب کے نتیجہ میں صلاحتیں رونما ہوئیں، خواب غفلت میں پڑے قلوب بیدار ہوئے اور اس راہ پر آگے بڑھے، بعض نے جام شہادت نوش کرتے ہوئے منزل کو پالیا اور بعض نے باحیات رہتے ہوئے بھی ان منازل کو سر کرلیا۔ ایسا سوچنا غلط ہے کہ جو بھی زندہ رہ گیا اس نے غلط راستہ کا انتخاب کیا تھا، بعض باحیات ہیں لیکن آج بھی اسی جذبہ، ولولہ اور ثابت قدمی کے ساتھ اس راہ پر گامزن ہیں۔ ہماری پوری کوشش ہونا چاہئے کہ اس قافلہ کے قدم بہ قدم چلیں، اور یہ ممکن ہے۔

سب طلحہ یا زبیر نہیں...

بعض لوگوں کی خام خیالی ہے کہ وہ تمام افراد جو اسلامی انقلاب کی کامیابی میں حصہ دار تھے، گردش ایام کے ساتھ ساتھ مادیات اور خدانخواستہ فساد وغفلت کی دلدل میں پھنس جائیں گے یا مال ودولت، دنیاوی ناز ونعم اور ہر اس چیز کے پیچھے بھاگیں گے جن کی ہوس میں نہ جانے کتنے لوگوں نے اپنی زندگی برباد کرلی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سرنوشت یقینی ہے۔ نہیں ہرگز یہ سرنوشت یقینی نہیں ہوسکتی!

اگر صدر اسلام کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو بعض ایسے افراد نظر آئیں گے جو کبھی راہ خدا میں جہاد کرنے والوں میں سے ہوا کرتے تھے لیکن اپنے پیچھے اتنا سونا چھوڑ کر گئے کہ ورثاء میں تقسیم کرنے کیلئے کلہاڑی سے سونے کی سلیں توڑی گئیں۔ کوئی بھی ان کی ثروت کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ لیکن ایسے افراد بھی تھے جو آغاز بعثت سے پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ رہے اور اپنی جوانی سے عمر کی آخری منزلوں تک اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ ان لوگوں نے دین اسلام کیلئے طرح

طرح کے عذاب جھیلے، مصیبتیں برداشت کیں، اسلامی عقائد واحکام سیکھے اور دوسروں کو سکھائے، اپنے دلوں میں شمع ہدایت روشن کر کے دوسروں کیلئے مشعل راہ بنے اور کفر پر ایمان کے غلبہ کے بعد جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرما کر اسلامی حکومت کی سنگ بنیاد ڈالی تو دنیا کی پرفریب چکا چوند کا شکار نہیں ہوئے بلکہ راہ مستقیم پر اسی توجہ، تیزی اور جہاد و فداکاری کا جذبہ لئے آگے بڑھتے رہے۔ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی، تو اس سخت امتحان میں بھی سرخرو ہوئے اور راہ انحراف سے بچتے ہوئے راہ مستقیم پر قدم زن رہے، انہی میں سے ایک عمار یاسر ہیں۔

ہر کوئی طلحہ وزبیر نہیں ہے؛ ہمارے درمیان عمارؓ، ابوذرؓ، سلمانؓ، مقدادؓ اور بلال حبشیؓ بھی موجود ہیں۔

انقلاب کی جدید نسل

اسلامی انقلاب کے سپاہی فقط وہ افراد نہیں ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں رہتے ہوئے انقلاب کی خدمت کی، بلکہ دور حاضر میں یا آنے والی نسلوں میں ہر وہ جوان جو ایمان، جدت پسندی، آزادی فکر اور خوف خدا کے گوہر سے مالا مال ہو، وہ اسلامی انقلاب کا سپاہی ہے۔ کیونکہ انقلاب ہمیشہ زندہ رہنے والی حقیقت ہے، انقلاب عدالت، آزادی، استقلال اور عزت وفخر کی نوید لانے والا ہے، ایسی حقیقت کبھی پرانی نہیں ہوسکتی، ہمیشہ اس انقلاب کے محافظ اور اس پر اپنی جان نچھاور کرنے والے سپاہی موجود ہیں۔ وہ لوگ جو ہمارے جوانوں کو انقلاب کی تیسری یا چوتھی نسل کہہ کر ان کو انقلابی اقدار سے دور بتاتے ہیں درحقیقت خود ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں اور وہ دوسروں کو بھی اپنی روحانی کیفیت میں شریک سمجھتے ہیں۔ درحالیکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

اندرونی دشمن زیادہ خطرناک ہے

جس طرح سے انقلاب کی کامیابی دشمنان اسلام کو ناگوار گزری اور اس کی نابودی کیلئے ہر ممکن کوشش کی گئی، اسی طرح سے اس انقلاب کی جاویدانہ حیات بھی بعض لوگوں کی آنکھوں کا تنکا بنی ہوئی ہے اور اس کو مٹانے کے لئے دشمن ہر طرح کا پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ دشمن بھی ہمیشہ

باہر کا نہیں ہوتا بلکہ ہمارے دو دشمن ہیں، ایک دشمن خود ہمارے وجود میں چھپا ہوا ہے شاید ہمارے اندر بیٹھا ہوا یہ دشمن باہر کے کسی دشمن سے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے۔ نفسانی خواہشات، دنیا کا لالچ، شخصی مفادات کا حصول، باہری دشمن سے حراس، رحمت خدا سے مایوسی اور الٰہی امتحانات کے وجود میں شک کرنا ہمارے اندر کا دشمن ہے۔ جو تمام افراد اسلامی انقلاب جیسے عظیم میدان عمل سے پیٹھ دکھا کر فرار اختیار کرتے ہیں وہ درحقیقت اپنے اندر چھپے بیٹھے دشمن سے شکست خوردہ ہوتے ہیں یا دشمن کی طاقت سے مرعوب ہو جاتے ہیں یا دنیاوی چکا چوندھ ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیتی ہے یا نفسانی خواہشات اور ہوا و حوس کی تسکین میں گرفتار ہوتے ہیں یا مال و ثروت اور جاہ و منصب کے فریبی سراب کا شکار ہو جاتے ہیں یا دشمن کے جھوٹے ہتھکنڈوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ انسان پہلے اپنے نفس کے ہاتھوں ہارتا ہے اور اس کے بعد اس کی یہ شکست دوسری جگہوں پر ظاہر ہوتی ہے۔

ہم خود سے چشم پوشی کرتے ہیں

مجھے یقین ہے کہ آج اسلامی انقلاب کے بابرکت مقاصد کی تکمیل اور ملک کو مطلوبہ طریقہ سے ادا کرنے میں ہم جن مشکلات کا شکار ہیں اس کی وجہ عدالت سے بے توجہی ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی خود سے چشم پوشی کرتا ہے۔ ہم عدالت کا نعرہ لگاتے ہیں اور اس پر ابھارتے بھی ہیں لیکن میدان عمل میں آتے ہی چشم پوشی کرنے لگتے ہیں۔ بہت سی باتوں کو اپنے لئے جائز ٹھہراتے ہیں لیکن دوسروں کے لئے غیر مناسب قرار دیتے ہیں۔ ہمیں اس فکر کو بدلنا ہوگا۔ عوام کو یہ سوچنے کا موقعہ نہیں دینا چاہئے کہ وہ بغیر کسی قید و بند کے جو چاہیں کر سکتے ہیں اور جہاں تک جانا چاہیں جا سکتے ہیں بلکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ عدل و مساوات ان کی آزادی پر حاکم ہے۔

انقلاب فقط سڑکوں پر آنا نہیں ہے

انقلاب شور وغل، سڑکوں پر جلوس نکالنے اور مشکلات کھڑی کرنے کا نام نہیں ہے۔ انقلاب نام ہے معاشرہ کے دم توڑتے پیکر میں زندگی کی نئی لہر پیدا کرنے کا۔ انقلاب نام ہے سماج کے غلط اور گمراہ کن عقائد ونظریات کو صحیح افکار سے بدل دینے کا۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم آج اس بات کا ڈھنڈھورا پیٹ رہے ہوں بلکہ ہمیشہ سے ہمارا یہی عقیدہ رہا ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے کہ جو زمانہ کے ساتھ ساتھ انتھک جدوجہد کے بعد وجود میں آئے گی۔ البتہ اس شرط پر کہ لوگوں میں انقلاب کی چاہت اور اس کی ضرورت کا احساس زندہ رہے۔ گزشتہ چند برسوں سے ہمارے دشمن کی طرف سے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے، لوگوں پر بعض نظریات تھوپے جا رہے ہیں کہ انقلاب ختم ہو چکا ہے، انقلاب بے معنی ہے، سرے سے انقلاب غلط ہے۔ یہ لوگ انقلاب کے غلط معنی بیان کرتے ہوئے یہ پیغام پہونچانا چاہتے ہیں کہ انقلاب ایک اندھی بغاوت ہے، ایک ایسی پر تشدد تحریک ہے جس کی کوئی منزل نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں جو ہوا وہ غلط تھا صحیح نہیں تھا اب انقلاب کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔

آخری منزل کیا تھی؟

آج جب ہم اپنے ماضی اور مستقبل پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ہمارے کاندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ہماری مشکل یہ نہیں تھی کہ ایک فاسد حکومت برسر اقتدار ہے لہٰذا اس کو ہٹا کر بعض افراد جو غیر فاسد ہیں، مسند اقتدار پر براجمان ہو جائیں، بلکہ ہماری اصل جدوجہد "انقلاب" لانا تھی یعنی عدل وانصاف، آزادی، فکری اور علمی ترقی کیلئے معاشرہ کی کھوکھلی بنیادوں کو بدل دینا۔ خلاصہ یہ کہ انسانی شخصیت کو سنوارنے اور علمی، فکری اور اقتصادی انجماد سے رہائی کے

لئے کوشش کرنا ہمارا اصل مقصد تھا۔

اس فکر کو پورے عالم اسلام میں فروغ دینے کی کوشش کرنا بھی انقلاب کے مقاصد میں سے ہے۔ ان تمام افراد کی آخری منزل یہی تھی جنہوں نے انقلاب کے پودے کو اپنی فکر وعمل سے سینچا اور خود حضرت امام (رح) بھی یہی چاہتے تھے جو کہ انقلاب کا اصل محور تھے۔

ذمہ دار افراد کی کوتاہیوں کا انقلاب سے کوئی ربط نہیں

معاشرہ میں ہر چند بعض مشکلیں چاہے وہ مشکلات اقتصادی ہوں یا معاشرتی امور سے متعلق ہوں لیکن ایرانی عوام اسلام، انقلاب اور اسلامی نظام کو محبوب رکھتی ہے۔ دشمن کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ ان مشکلات کا سرا انقلاب سے جوڑ دے لیکن ایران کے بافہم عوام جانتے ہیں کہ کسی بھی شعبہ کے بعض افسروں کی ذاتی لاپرواہیوں اور کوتاہیوں کیلئے انقلاب کو ذمہ دار نہیں ٹھرایا جاسکتا۔ انقلاب اس قوم کی عزت وغیرت کا پرچم دار ہے اور یہ قوم پوری ثبات قدمی کے ساتھ اس کی حفاظت کرے گی اور خدا کے فضل وکرم کے سایہ میں اسے امام زمانہ عج کے حوالہ کرے گی۔

ہماری آج کی ذمہ داریاں

آج ہم سب پر ذمہ داریاں ہیں۔ آج ہماری سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اسلامی نظام کی حفاظت کریں۔ اسلامی نظام کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو معاشرہ میں اسلامی احکام اور اسلامی عدل نافذ ہوں، دوسرے نیک اور لائق افراد ان امور کے ذمہ دار قرار پائیں، نیک اور لائق افراد کے بغیر معاشرہ میں اسلامی عدل اور احکام شریعت پر عمل نہیں ہوسکتا، تیسرے عام لوگوں کو ان افراد پر اعتماد ہو کیونکہ خادمین قوم اور ملت کے درمیان اعتماد کا مضبوط رشتہ ہونا بہت

ضروری ہے۔ اسلامی نظام کے ان تین ستونوں میں سے اگر کوئی ایک پایہ بھی کمزور ہوا تو اسلامی حکومت کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم نے عدل اسلامی اور احکام شریعت کو نظر انداز کرتے ہوئے دیگر مسائل کو اپنا مطمع نظر بنالیا تو یہ اسلامی نظام محفوظ نہیں رہ سکتا بلکہ یہ نظام، اسلامی کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔

انقلاب کا موقف ہجومی ہے

اسلامی انقلاب کا موقف دفاعی نہیں ہے۔ اگر ہمارا موقف دفاعی ہوتا تو اب تک ہم ختم ہو چکے ہوتے، اسلامی انقلاب کا موقف ہجومی ہے۔ کس پر ہجوم؟ اس ظالم سسٹم (System) کے خلاف جو آج عالمی سیاست پر حکمراں ہے اور جس نے لوگوں کی نبض حیات کو اپنے خونخوار پنجوں میں دبا رکھا ہے۔ یعنی ڈکٹیٹر شپ اور چودھراہٹ کے خلاف ہجوم۔ یعنی ایسے سسٹم کے خلاف اعلان جنگ جس میں ایک طرف جاہ طلب اور استحصال کرنے والے ہیں اور دوسری طرف وہ مظلوم لوگ جن کا استحصال کیا جا رہا ہے، جہاں جینے کے دو راستے ہیں یا تو انسان اس مقام تک رسائی حاصل کرلے جہاں سے وہ دوسروں کا استحصال کر سکے یا دوسروں کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی بن کر جینے پر راضی ہو۔ اسلامی انقلاب دنیا کے ایسے نظاموں کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی انقلاب اقوام عالم میں محبوب اور ان کی امید کا سہارا تھا، آج بھی ہے اور آنے والے کل میں بھی رہے گا۔

قرآنی انقلاب

ہم ایک طویل مدت تک خاص طور پر طاغوتی حکومتوں کے دوراقتدار میں قرآنی علوم و معارف سے دور رہے۔لیکن اسلامی انقلاب نے ایک بار پھراس سرزمین کونورقرانی سے منور کردیااوراس ملک کے مومن اورنیک دل عوام خصوصاًہمارے جوان قران سے منورہوگئے۔

انقلاب کی تاریخ کوفنی طریقہ سے لکھئے

انقلاب کی تاریخ کوتحریر میں لانا ضروری ہے۔انقلاب کی تاریخ فقط انقلاب کی کامیابی سے متعلق نہیں ہے بلکہ اس تحریک کے آغاز سے شروع ہوتی ہے۔دراصل لوگ اس تحریک کی ابتدا سے انقلاب کی کامیابی تک کےتقریباً پندرہ یا سولہ سال کے عرصہ تک تفصیلی حوادث وواقعات سے ناواقف ہیں۔انقلاب کے بعدبعض افرادنے گاہے بگاہےانقلاب سے متعلق کچھ باتیں بیان کی ہیں لیکن انقلاب کی ہنرمندانہ اورفنی قالب میں لکھی گئی مکمل اورجامع تاریخ جوجاویدہوکررہ جائے،آج تک تحریرنہیں کی گئی۔میں تمام باصلاحیت افراد سے گزارش کرتاہوں خاص طور پر وہ افراد جوہنری طرز وشمائل کےساتھ تاریخ انقلاب لکھنے کی استعداد رکھتے ہوں،کہ وہ تاریخ انقلاب لکھیں۔

بلندی کو سر کرنے کی شیریں دشواریاں

انقلاب ابتدا سے لے کر آج تک اس شخص کی مانند ہے جس نے ایک بلند و بالا چوٹی سر کرنے کی ٹھان لی ہو اور اس چوٹی تک پہنچنے کے لئے پُر پیچ و پُر خم راستے پر رواں دواں ہو۔ اس راستہ میں کبھی خطرناک نشیب کا خطرہ درپیش ہے اور کبھی راستہ نسبتاً آسان ہے۔ کبھی اوپر سے برسنے والے پتھروں کا خطرہ ہے اور کبھی چوٹیوں سے برف کھسکنے کا ڈر انسان کو سہما دیتا ہے۔ گزشتہ پچیس سالوں میں ہم نے برفانی طوفان کا سامنا بھی کیا ہے اور اوپر سے سنگ بارانی کا مقابلہ بھی، راستہ میں دشمن کی خفیہ کمین گاہیں ہوں یا جنگلی جانوروں کا ریلا، دونوں ہی سے ہمارا پالا پڑا ہے، پٹرول کی کمی سے بھی دوچار ہوئے ہیں، کبھی ڈرائیور یا کلینر کی غلطی کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑا ہے لیکن یہ سفر کبھی نہیں تھما، آج بھی ہم خدا کے فضل و کرم سے اس بلند و بالا چوٹی تک پہونچنے کیلئے قدم بڑھا رہے ہیں اور انشاء اللہ اس چوٹی کو فتح کر کے رہیں گے۔

منشور انقلاب

انقلاب کا واقعی منشور اور ایرانی عوام کا مطالبہ دراصل وہی ہے جس کی طرف ہمارے اساسی قانون خاص طور سے اس کے ابتدائی پیراگراف میں اشارہ کیا گیا ہے۔ لوگ دین اسلام کے پرچم تلے اور شریعت اسلامی کی برکتوں کے سایہ میں معنوی اور مادی ترقی کے طالب ہیں۔ آج بھی وہ یہی چاہتے ہیں۔ تاریخ میں ایرانی عوام کی نظیر نہیں ملتی جس نے الٰہی اور معنوی اقدار کے مسودہ پر ہزاروں شہیدوں کے خون سے مہر تائید ثبت کی ہو۔

انقلاب کا معنوی منشور، حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور شہدائے انقلاب کے وصیت نامے ہیں۔ ان وصیت ناموں کا مطالعہ کریں اور پتہ لگائیں کہ ہمارے شہیدوں نے کس طرح میدان

جنگ میں اپنی جانوں کی بازی لگائی اوران کا مقصد کیا تھا۔یہی منزل تک پہونچنے کا سیدھا راستہ ہے،یہی ہماری خوش قسمتی کا ضامن ہے،ہمیں اسی راستہ پر آگے بڑھنا چاہئے۔

ہماری عزت کا راز؟

قومی مفادات کی حفاظت ایک معنوی ذمہ داری ہے لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم سب پر قومی مفادات کی حفاظت ضروری ہے اور ہم بھی پوری لگن سے اپنی اس ذمہ داری کو انجام دے رہے ہیں۔لیکن یہ فرض کر لینا ایک بہت بڑی غلطی ہے کہ ہم اپنے معنوی اقدار سے صرف نظر کر کے ہی قومی مفادات کو حاصل کر سکتے ہیں اور اگر ان معنوی اقدار کے پابند رہے تو قومی مفادات کا حصول غیر ممکن ہو جائے گا۔ہمارے قومی مفادات ہمارے معنوی اقدار کے شانہ بشانہ ہیں،ہمارے اصول ہی قومی مفادات کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

ہم اسلام ہی کی وجہ سے سرافراز ہیں،ہماری عزت وغیرت انقلاب کی مرہون منت ہے۔حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے سالوں بعد،آج بھی پوری دنیا میں ہمارے ملک کی سب سے نمایاں اور محبوب شخصیت آپ کی ہی ہے۔جب کہ اس دوران عالمی میڈیا نے آپ کی شخصیت کو خراب کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔انقلاب کے اقدار ہمارے لئے اور ہماری شخصیت کو پہچنوانے میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ہماری قومی طاقت کا سب سے بڑا راز اسلامی اور انقلابی اقدار سے وابستگی ہے۔کیا ہم قومی طاقت کا حصول نہیں چاہتے؟!

دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے اس قومی طاقت اور یکجہتی کا ہونا بہت ضروری ہے،جس کا حصول فقط اسلامی اصول وقوانین اور معنوی اقدار سے وابستگی کے بعد ہی ممکن ہے۔ہم اس راستہ سے جتنا پیچھے ہوتے جائیں گے،ہماری قومی طاقت اتنی ہی کمزور پڑتی جائے گی اور اس

راستہ پر جتنا آگے بڑھیں گے قومی اقتدار اتنا ہی مضبوط ہوگا اور اسی کے نتیجہ میں قومی امن وسلامتی اور مفادات کا حصول آسان ہوگا۔

صدیوں کی مخلصانہ تگ ودو

ہمارا انقلاب علماء اور عوام کی پندرہ سالہ جد و جہد کا ماحصل نہیں تھا، یہ تو آخری ضرب تھی۔ یہ انقلاب شیعہ علماء کے صدیوں پر مشتمل مخلصانہ کوششوں اور میدان سیاست میں ان کی کارکردگی کا نتیجہ تھا۔ ہمارے انقلاب میں "میرزائے شیرازی" شریک ہیں، "اخوند خراسانی" شریک ہیں، "میرزا محمد تقی شیرازی" شریک ہیں، "آقا سید عبدالحسین لاری" شریک ہیں، "سید جمال" شریک ہیں...

خلاصہ یہ کہ تمام علماء نے اس انقلاب میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہر وہ عالم دین اس انقلاب کی کامیابی میں حصہ دار ہے جس نے کسی شہر یا گاؤں کی مسجد میں بیس یا تیس سال امانتداری اور پاکیزہ کردار کے ساتھ اپنی دینی ذمہ داریوں کو ادا کیا ہے اور لوگوں کو معنویت سے قریب کیا ہے۔

جہادی ثقافت، ایک بہترین تحفہ

انقلاب کی برکتوں سے اسلامی جمہوری نظام میں تمام امور پہلے کی بنسبت دوگنی رفتار سے انجام پانے لگے۔ اسلامی انقلاب نے ہماری ملت کو جہادی فکر عطا کی ہے۔ یہ جہادی فکر زندگی کے ہر میدان میں مؤثر اور کارآمد ہے۔ کھیتی باڑی اور مویشی پالنا یا اس جیسے دوسرے بنیادی شعبوں میں بھی یہ جہادی فکر اور جذبہ دخیل ہے۔ بعض افراد دنیا کے دوسرے انقلابوں کو مد

نظر رکھتے ہوئے اظہار خیال کرتے ہیں کہ انقلابات کامیابی کے بعد اپنی روانی، جوش و ولولہ اور پیشرفت کو کھو دیتے ہیں اور ایک بے جان جسم کی مانند ہر طرح کے اثر حیات سے عاری ہو جاتے ہیں۔ ممکن ہے دنیا کے بعض انقلابوں کی تقدیر یہی رہی ہو، ہم ان کے متعلق لب کشائی نہیں کرنا چاہتے، لیکن ہمارے انقلاب کی کامیابی نے اس مفروضے کو غلط ثابت کر دیا کیونکہ اسی انقلاب کے نتیجہ میں ایسے ادارے عالم وجود میں آئے وہ پوری طرح جوش و ولولہ اور انقلابی و جہادی فکر سے سرشار تھے۔

انقلاب کی چار بنیادی خصوصیات

استقلال، آزادی، خود اعتمادی اور پیشرفت وہ صفات ہیں جو انقلاب کے مضبوط ستونوں کے مانند ہیں اور انقلاب نے دشمنوں کی تمام سازشوں اور حیلوں کے باوجود اس سرزمین پر یہ چراغ روشن کر دئے۔

استقلال یعنی ایرانی عوام اور حکومت باہری طاقتوں کے دباؤ میں آنے پر مجبور نہیں ہیں۔ آج دنیا کی کوئی طاقت ملک کے اندرونی مسائل میں کوئی فیصلہ لینے پر ہمیں مجبور نہیں کر سکتی۔ ملک کے حکومتی ذمہ دار افراد آپسی تحلیل کے بعد وہ فیصلہ لیتے ہیں جو ملک و قوم کی مصلحت میں ہونا ہے۔

آزادی یعنی ہماری قوم اپنے بنائے ہوئے قوانین کے دائرہ میں نہ کہ دوسروں کی طرف سے تھوپے گئے قوانین سے مجبور ہو کر۔ حکومت کے منصب داروں کو منتخب کرتی ہے۔ اگر ان کی کارکردگی سے مطمئن رہی تو اس انتخاب کی مدت بڑھا دیتی ہے اور اگر مطمئن نہ ہو سکے تو دوسروں کو ان کی جگہ لے آتی ہے۔ ہمارے ملک میں آزادی کا سب سے اہم پہلو یہی ہے۔

خود اعتمادی: اسلامی انقلاب اور اسلامی نظام حکومت کے زیر اثر ہماری قوم میں خوداعتمادی پیدا ہوئی ہے۔یعنی ہم سمجھ گئے کہ ہم کچھ کر سکتے ہیں، حضرت امام خمینی رحمۃاللہ علیہ نے ہمیں یہی سکھایا اور اسلامی نظام کلی طور پر ہمارے لئے یہی نوید لے کر آیا ہے۔آج ہمارے جوان، ہمارے طالب علم (Students)، ہمارے اساتذہ، ہمارے محققین، ہمارے کارخانہ دار (Industrialist) سب کو یقین ہے کہ وہ کچھ کر سکتے ہیں۔

پیشرفت: اپنے دشمنوں کی توقع کے خلاف اور عالمی سطح پر ان کی رکاوٹوں کے باوجود آج ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔اس ترقی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے مقاصد تک پہونچ گئے ہیں۔میں نے متعدد بار کہا ہے اور آج بھی کہہ رہا ہوں کہ اسلام وانقلاب کی عقیدت دل میں سموئے ہوئے ایک ابتدائی انقلابی طالب علم کی حیثیت سے میرا عقیدہ یہ ہے کہ اپنے بہت سے مقاصد تک پہونچنے کیلئے ہم نے ابھی صرف آدھا راستہ طے کیا ہے۔ہم معاشرہ میں عدل و انصاف کی بحالی اور فقر وفاقہ کو جڑ سے ختم کرنے اور پورے ملک میں ترقی کی تحریک چلانے کے مدعی تھے لیکن ابھی تک ہم ان مقاصد میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں بلکہ آدھے راستہ تک ہی پہونچے ہیں، لیکن بہرصورت ہم نے اس راستہ پر قدم رکھا ہے اور اس کا اہم حصہ طے بھی کر چکے ہیں۔یہ سب انقلاب اور اسلامی نظام کا ثمرہ ہے۔

انقلاب انقلابِ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

اس ملت کو اپنی خواہشات کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کیلئے دشمنان اسلام کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ وہ حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ حیات، آپ کے مکتب فکر اور آپ کی شخصیت کو مجروح کریں۔

حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا سیاسی نظریہ بعض امتیازی خطوط کا حامل ہے اور ان امتیازات میں سے ایک امتیاز یہ ہے کہ آپ کے مکتب فکر میں سیاست اور معنویت جدا نہیں ہیں۔ حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی مکتب فکر میں سیاست اور دین، سیاست اور عرفان، سیاست اور اخلاق الگ الگ نہیں ہیں۔ حضرت امامؒ نے اسی راستہ کا انتخاب فرمایا، آپ سیاسی بصیرت اور معنوی صفات کو بیک وقت اپنی ذات میں سموئے ہوئے تھے، آپ اس مکتب فکر کی خود زندہ مثال تھے، یہاں تک کہ آپ کے سیاسی فیصلوں میں بھی معنویت بنیادی کردار ادا کرتی تھی۔

حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام فیصلوں کا محور خدا اور معنوی اقدار ہوا کرتے تھے۔ آپ پروردگار عالم کے تشریعی ارادہ کے معتقد اور اس کے تکوینی ارادہ پر ایمان رکھتے تھے۔ آپ کو یقین تھا کہ جو شخص بھی شریعت خداوندی کے نفاذ کی خاطر آگے بڑھے گا کائنات کا ہر ذرہ اور اس پر حاکم نظام اس کی مدد کو آگے بڑھے گا۔ آپ کو اعتماد تھا کہ " وللہ جنود السماوات والارض وکان اللہ عزیزاً حکیماً " حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ قوانین شریعت کو اپنے لئے مشعل راہ بناتے تھے، ملک و ملت کی خوشحالی اور خوشبختی کے لئے آپ کا ہر عمل شریعت اسلامی کے دائرہ میں تھا لہٰذا دینی فرائض

آپ کے لئے راہ کشا ہوا کرتے تھے اور آپ انہیں کے سہارے اپنے بلند مقاصد تک رسائی حاصل کرتے تھے۔ امام کا مشہور و معروف قول بھی اسی بات کی عکاسی کرتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"ہم اپنی شرعی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے عمل کرتے ہیں نہ کہ کامیابی کی خاطر"

لیکن اس جملہ کا مطلب یہ نہیں نکلتا کہ آپ کامیابی حاصل کرنا نہیں چاہتے تھے، یقیناً آپ اپنے ہر مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے تھے، کامیابی خدا کی نعمت ہے اور حضرت امامؒ اس نعمت سے روگردان نہیں ہو سکتے تھے، لیکن جو چیز ان بلند و بالا مقاصد تک آپ کے لئے رسائی کا سبب بنتی تھی وہ اپنے شرعی فرائض اور ذمہ داریوں کا احساس تھا، وہ صرف خدا کی رضا کیلئے آگے بڑھتے تھے، کیونکہ ان کا مطلوب نظر رضائے الٰہی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ کبھی خوفزدہ نہیں ہوئے، دل شکستہ نہیں ہوئے، مایوس نہیں ہوئے، غرور و سرمستی میں چور نہیں ہوئے اور کبھی تھکاوٹ محسوس نہیں کی۔

دوسرا امتیاز: لوگوں کے بنیادی کردار پر صدق دل سے یقین رکھنا، انسانی عزت و شرافت اور اقوام کے فیصلہ کن عزم و ارادہ پر ایمان رکھنا۔ حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی مکتب فکر میں انسانیت کی قدر و قیمت بھی ہے اور حقیقت انسانی کے با اقتدار اور موثر ہونے پر تاکید بھی۔ اور اس کا لازمہ یہ ہے کہ ملت کی تقدیر اور معاشرہ کے مستقبل کو سنوارنے کے جو فیصلے لئے جائیں اسمیں لوگوں کے ووٹ **(Vote)** اہم کردار ادا کریں۔ لہٰذا امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی مکتب فکر میں اسلام سے ماخوذ ڈموکریسی **(Democracy)** ہی حقیقی ڈموکریسی **(Democracy)** ہے، امریکہ یا اس جیسے دیگر ممالک کی پیش کردہ نام نہاد ڈموکریسی **(Democracy)** نہیں ہے جہاں دھوکہ، فریب اور لوگوں کے افکار پر قبضہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔

حضرت امامؒ نے دنیا کو حقیقی ڈموکریسی سے روشناس کرایا۔ اسلام نے حقیقی ڈموکریسی

کا مفہوم پیش کیا۔ اُس ملک میں جہاں صدیوں سے عوام کے ذاتی عزم وارادہ اور حق رائے دہی کا کوئی مطلب نہیں تھا وہاں حضرت امام، انقلاب اور اسلامی نظام کی برکتوں سے ڈموکریسی اور جمہوریت وجود میں آئی۔

تیسرا امتیاز: پوری دنیا کے مسائل پر توجہ رکھنا حضرت امام کے سیاسی مکتب فکر کا تیسرا امتیاز ہے۔ حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیانات اور سیاسی نظریات میں پوری دنیا سے مخاطب ہوتے تھے نہ کہ صرف ایرانی قوم سے۔

لیکن امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور جھوٹے عالمی ٹھیکیداروں کا بنیادی فرق یہ ہے کہ آپ کبھی بھی کسی قوم یا ملت کو بندوقوں، ٹینکوں یا دیگر اسلحوں اور مظالم کے بل بوتے پر اپنا ہم فکر بنانے کے قائل نہیں تھے۔ امریکہ بھی اس بات کا مدعی ہے کہ ہم پوری دنیا میں ڈموکریسی (Democracy) اور انسانی حقوق (Human rights) کے محافظ ہیں۔ کیا ہیروشیما پر ایٹمی حملہ ڈموکریسی کا رواج ہے؟ یا جنوبی امریکہ اور افریقہ میں اسلحوں اور ٹینکوں کا استعمال، فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانا اور حکومتوں کا تختہ پلٹا ڈموکریسی کا حقیقی مفہوم ہے؟

اسلام کا سیاسی مکتب فکر، اپنے صحیح طرز تفکر اور تعلیمات کو انسانی عقل کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یہ طریقہ فکر اور تعلیمات، نسیم صبح اور گلاب کی خوشبو کے مانند ہر سو اپنی خوشبو پھیلائے ہیں، جسے صحیح وسالم قوت شامہ رکھنے والا ہر شخص محسوس کر سکتا ہے اور اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ آج دنیا کے متعدد ممالک نے اس سے فائدہ بھی اٹھایا ہے۔

اقدار کی حفاظت حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی مکتب فکر کا ایک اور نمایاں امتیاز ہے جس کی طرف ہمارے عزیز امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے ولایت فقیہ کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اشارہ کیا ہے۔ اسلامی انقلاب کی ابتدا سے اور انقلاب کی کامیابی کے بعد اسلامی نظام کے تشکیل پانے سے لے کر آج تک متعدد افراد نے ولایت فقیہ کی غلط اور خلاف واقع تفسیر کرنے کی کوشش کی

ہے یہ تمام تفسیریں اور وضاحتیں جھوٹی، من گھڑت، نفسانی خواہشات کے مطابق ہیں اور اسلام کے سیاسی نظام اور حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتب فکر کے موافق نہیں ہیں۔ ہمارے ملکی دستور کے مطابق ولایت فقیہ کا مطلب ملک کے دیگر صاحب منصب افراد کی ذمہ داریوں کا خاتمہ نہیں ہے، ملک کی مختلف حکومتی مشینریوں یا ارکان حکومت سے اختیار چھین لینا ایک ناممکن کام ہے۔ ملک پر حاکم موجودہ نظام کی نگرانی، راہ انقلاب کی حفاظت اور کاروان انقلاب کو گمراہی کی طرف جانے سے روکنے کی غرض سے ولایت فقیہ کا ہونا ضروری ہے۔ یہی ولایت فقیہ کی جامع ترین تعریف اور بنیادی مفہوم ہے۔ لہٰذا ولایت فقیہ نہ تو محض ایک نمائشی اور تکلفات پر مبنی عہدہ ہے جس کا کام فقط دوسروں کو نصیحت کرنا ہے، جیسا کہ صدر انقلاب میں بعض لوگ یہی چاہتے تھے اور اسی بات کی ترویج کرتے تھے، اور نہ ہی حکومتی مشینری میں کسی ذمہ دار عملی منصب کی عہدہ دار ہے کیونکہ ملک میں قضائیہ، مقننہ اور مجریہ کے ذمہ دار صاحبان منصب موجود ہیں جو اپنی ذمہ داری کے اعتبار سے کام انجام دے رہے ہیں اور اپنے احاطہ اختیار میں سرگرم عمل ہیں۔

بلند و بالا مقاصد کی طرف رواں دواں اسلامی نظام پر نظر رکھنا اور اس کی حفاظت ولایت فقیہ کا بنیادی اور سب سے اہم فریضہ ہے۔ ہمارے عزیز امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے ولایت فقیہ کے اس کردار کو اسلام کی سیاسی فقہ اور دینی نصوص سے سمجھا اور اخذ کیا ہے، جیسا کہ تاریخ اور فقہ جعفری کے مختلف تاریخی ادوار میں ہمارے فقہا نے بھی اس مفہوم کو دین سے اخذ کیا اور اس پر ایمان لائے ہیں۔

معاشرہ میں عدل و انصاف کا نفاذ حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتب فکر میں بنیادی اور اہم مقام کا حامل ہے۔ معاشرہ میں عدل و انصاف کی بحالی اور طبقاتی فاصلوں کو ختم کرنے کی کوشش حکومت کے تمام فیصلوں کا محور ہونا چاہئے خواہ وہ عدلیہ سے متعلق ہوں یا مقننہ یا محکمہ سے۔ لوگوں کے درمیان سے اقتصادی فاصلوں کو مٹانا اور عوام میں برابر قومی پیداوار کی منصفانہ

تقسیم ہماری سب سے اہم اور سب سے سخت ذمہ داری ہے۔

انقلابی تحریک یعنی نشوونما

اپنے ہی بعض شیطان صفت افراد اور دشمن فروش صاحبان قلم، لوگوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ انقلاب یعنی پریشانی، ہراس، کسی کو کسی کی خبر نہ ہونا اور ایک ناممکن کام کے پیچھے بھاگنا ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ انقلابی نظم وضبط دنیا کے مضبوط اور مستحکم انتظامات میں سے ہے۔ آغاز انقلاب میں جو تھوڑی بہت بدنظمی نظر آتی ہے وہ کمزور اور غلط سنگ بنیاد کا نتیجہ ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اس بنیاد کو منہدم کر کے نئے سرے سے بنیاد ڈالی جائے۔ وہ ہرج ومرج انقلاب کے ابتدائی زمانہ سے متعلق ہے ورنہ انقلاب بدانتظامی کا نام نہیں ہے بلکہ انقلاب ایک مستقل تحریک کا نام ہے انقلاب یعنی آبادکاری یعنی نشوونما۔ جہاں بدانتظامی کی ایک جھلک بھی نظر نہیں آتی۔ کیا انقلاب کا تحقق بغیر کسی نظم اور قاعدے قانون کی رعایت کے ممکن ہے؟! خواہ میدان جنگ ہو یا تعمیری امور یا پھر میدان علم اور تہذیب وتمدن کا شعبہ ہو ہر میدان عمل میں انہی لوگوں نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں جو انقلابی جوش وجذبہ کے ساتھ وارد عمل ہوئے، لہٰذا انقلابی بنے رہو! انقلابی جذبہ یعنی دوسروں کی کھینچی ہوئی حدومرز تک محدود نہ رہ جانا، دوسروں کے پھینکے ہوئے ٹکڑوں پر سمجھوتہ نہ کرنا اور امید وبیم کے ساتھ اپنے مقصد کی جانب بڑھتے رہنا اور آخر کار جذبہ، نشاط، اصرار اور جدوجہد کے ذریعہ اس کو حاصل کر لینا۔ یہ ہے انقلاب اور انقلابی فکر کا حقیقی مفہوم۔

انقلابی حوصلہ

انقلابی ارادوں کی حفاظت، یعنی ان اقدار کی حفاظت جو انقلاب اس قوم کو پہلے ہی مرحلہ میں عطا کرتا ہے اور یہی اقدار اس قوم کے لئے مستقبل میں خیر و برکت کی نوید لاتے ہیں۔ یہ اقدار کیا ہیں؟ اقدار مثلاً شمع امید... مثلاً ارادہ، عزم وحوصلہ۔ وہ قوم جو ظلم و جور کے تاریک دور، دشمن کے جابرانہ قبضہ، بیکاری و مفلسی کو جھیل کر فنا کی غار پر پہنچ جاتی ہے نا گہاں انقلاب کی طوفانی ہوا اس میں زندگی کی نئی رمق ڈال دیتی ہے اور ایک نیا حوصلہ، کام کرنے کا جذبہ، مشغولیت، حرکت، ہوشیاری، اپنے اطراف پر توجہ، اس کا امتیاز بن جاتے ہیں... عہد و پیمان کا مسئلہ، اتحاد کی برقراری کا مسئلہ... انقلابی جذبہ کی حفاظت کا مطلب، ان تمام چیزوں کی حفاظت۔ بعض لوگ سوچتے ہیں کہ انقلابی جذبہ کی بقا اور انقلابی مفاہیم کی تجدید کا مطلب یہ ہے کہ اگر آغاز کار میں ہم بدنظمیوں کا شکار تھے تو ہمیں ان کو دہرانا چاہیئے، نہیں اس سے مراد ہرگز یہ نہیں ہے۔ انقلابی جذبہ کی حفاظت اور اس کو پروان چڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان اقدار کو ایک بار پھر مورد نظر قرار دیں اور قوم میں ان کے زوال کی روک تھام کریں۔

اگر اتحاد ہو

ہم مسئلہ اتحاد کی تائید کرتے ہیں اور اسلام و انقلاب کی رو سے اتحاد پر پورا زور دیتے ہیں۔ جب ہم سنی اور شیعہ بھائیوں یا دیگر اسلامی فرقوں کو اسلامی مقاصد کے حصول کی خاطر متحد ہو کر رہنے کی تلقین کرتے ہیں تو بدرجہ اولیٰ اسلامی ایران کے فداکار اور مجاہد تمام باشندوں، معاشرہ کے مختلف طبقوں، ہر شہر اور صوبے کے رہنے والوں اور کوئی بھی زبان یا لہجہ رکھنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ یکجا ہو کر رہیں۔

ہر فرد کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکلنے پائے جو لوگوں میں اختلاف کا سبب بنے، خاص طور سے وہ افراد جو اپنی گفتگو میں کسی حد کے قائل نہیں ہیں اس بات کا زیادہ خیال رکھیں۔ تمام لوگوں پر انقلابی اصول، اسلامی نظام اور ولایت فقیہ کے باہمی اتحاد سے حاصل شدہ مفہوم اتحاد کی حفاظت ضروری ہے۔ جس یکجہتی اور پائیداری کے ساتھ آج تک اتحاد کا مفہوم زندہ رہا، اگر اسی طرح مستقبل میں بھی باقی رہا تو یقیناً ہمارا ملک اور ملت، انقلاب کے بلند مقاصد تک رسائی حاصل کر لے گی۔

انقلاب کی خارجہ پالیسی

ہماری خارجہ سیاست کے اصول، انقلابی اصول سے الگ نہیں ہیں..... ہم نے انقلاب کی مدد سے اپنے ملک میں جس طرح شہنشاہی نظام کو کچل کر رکھ دیا، اسی طرح سے حاکم و رعیت کے فرق کو بھی مٹا دیا۔ عالمی مسائل میں ہمارا نقطہ نظر بھی یہی ہے کہ ہم دنیا میں حاکم و رعیت پر مشتمل نظام کے مخالف ہیں، ہم بالادستی کے نظام کے مخالف ہیں۔ ہماری خارجہ پالیسی کی بنیاد یہ ہے کہ عالمی سیاست میں حکومتوں اور اقوام کے درمیان دبانے یا دب کر رہنے کی مخالفت کو حکومتوں اور قوموں میں بین الاقوامی سیاست میں ایک مضبوط ستون کی طرح عام کر دیں۔ آج بار بار امریکہ کے سپر پاور ہونے کی بات کانوں سے ٹکراتی ہے اور اسی کے مفادات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ جو ایک غلط نظریہ ہے۔ لیکن اگر کسی ایک کے مفادات کو مدنظر نہ بھی رکھا جائے اور طاقت محض امریکہ کے ہاتھوں تک محدود نہ ہو، پھر بھی ہم جبری نظام کی مخالفت کریں گے۔

ہم اُس وقت بھی اس نظام کے مخالف تھے اور آج بھی ہیں، یہی اسلامی جمہوریہ کی سیاست ہے۔ ہم جبری نظام کے طفیل ہاتھ آئے عالمی سیاسی تعلقات کی مذمت کرتے ہیں اور اسے قبول نہیں کرتے۔ خود ہم اسلامی جمہوریہ ہونے کے اعتبار سے اس کے مخالف ہیں کہ جبری

نظام میں وارد ہوں اسی لئے نہ خود کسی کو بالجبر اپنا تابع بناتے ہیں اور نہ ہی کسی کا تابع بننا گوارا کرتے ہیں۔ ہم پوری دنیا میں اسی فکر کو رائج کرنا چاہتے ہیں یہی ہماری خارجہ سیاست کی بنیاد ہے۔

حیات علویؑ کے نقش قدم پر

ہم پہلے مرحلہ میں اسلامی انقلاب لائے اور پھر ایک اسلامی نظام کی بنیاد رکھی، اس کے بعد کا مرحلہ ایک اسلامی حکومت کی تشکیل اور پھر ایک اسلامی ملک کی تعمیر ہے اور اسی تحریک کو آگے بڑھاتے ہوئے بین الاقوامی اسلامی تہذیب کی داغ بیل ڈالنا ہمارا مقصد ہے۔ آج ہم ایک اسلامی حکومت اور اسلامی ملک کی تعمیر کے مرحلہ میں ہیں، ہماری ذمہ داری ہے کہ ایک اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالیں۔ آج ہماری حکومت یعنی محکمہ، مقننہ اور عدلیہ کے ذمہ دار افراد جن کے مجموعہ کو اسلامی حکومت کا نام دیا جاتا ہے، اگرچہ کافی حد تک اسلامی حقائق اور معارف سے آشنا اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں لیکن یہ ابھی ناکافی ہے....

آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ تیزی سے اسلامی آداب اور اسلامی رنگ و بو کی حامل طرز حیات کی جانب قدم بڑھائیں اور ایک حقیقی مسلمان اور مومن بننے کی جانب قدم بڑھائیں، ہمیں چاہئے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حیات طیبہ کو نمونہ عمل بناتے ہوئے آپ کے نقوش زندگی کو اپنے لئے نمونہ حیات بنائیں اور آپ کی سیرت میں پائے جانے والی صفات: من جملہ عدالت، تقویٰ، پرہیزگاری، پاکدامنی، راہ خدا میں بے خوف ہونا اور اس کی رضا کی خاطر اپنے اندر جذبہ جہاد پیدا کریں۔ ہمیں اس جانب آگے بڑھنا چاہئے، یہ ہماری بنیاد ہے، اس طرح اسلامی جمہوریہ کی کارکردگی بھی دوگنی ہوگی، کیونکہ عالمی تناظر میں اسلامی نظام کی کارکردگی ہی اس نظام کو پیش آنے والی ممکنہ مشکل ہے۔ اگر ہم ہر قدم پر اپنے

اندرونی تحولات کی حفاظت کرتے ہوئے شانہ بشانہ آگے بڑھیں اور اپنے اقدار و اصول سے وابستگی کا اعلان کر دیں تو یقیناً ہماری کارکردگی میں اضافہ ہوگا۔

ہمیں ائمہ طاہرین علیہم السلام کے نقش قدم پر آگے بڑھنا چاہیے

جب تک ایران کا عظیم اسلامی انقلاب کامیاب نہیں ہوا اس وقت تک عالم اسلام نے اسلامی تعلیمات اور دینی راہنمائی پر مبنی نظام کو نہیں آزمایا تھا۔ یہ انقلاب مکمل طور پر ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی راہ و روش کے متناسب تھا... اگر... اس راہ میں اسی طرز پر آگے بڑھنا ہمارے اختیار میں ہوتا جس جذبہ اور طریقہ کار کو لے کر ائمہ علیہم السلام آگے بڑھے تھے تو آج ہم نہ جانے کن بلندیوں پر پہنچ چکے ہوتے لیکن بہر صورت ہم کمزور اور ناقص ہیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دس سالہ حکومت میں جو خدمات انجام دیں، باایمان رہبران ملت وہاں تک صدیوں کی جدوجہد کے باجود رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔

امور کو انجام دینے میں ہمارا طرز عمل ہماری کمزوریوں سے متاثر ہوتا ہے۔ ہم ان عظیم المرتبت اور الوہی انسانوں کے مقابلہ میں ضعیف و ناتواں انسان ہیں لیکن بہر حال ہم نے بھی اس راہ پر قدم رکھے اور حتی المقدور آگے کا راستہ طے کیا۔

دعائیہ جملات:

خدایا! ہمیں اپنی راہ میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما!

ہمیں اپنے صالح اور نیک بندوں میں قرار دے!

ہماری نیت اور ہمارے قلوب کو پاک و خالص بنا!

ہمارے عزیز رہبر حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے اولیا اور صالح بندوں کے درمیان بلند رتبہ عطا فرما!

ہمارے شہیدوں کو صدر اسلام کے شہداء کے ساتھ محشور فرما!

امت اسلامی کو مصائب و مشکلات اور ذلت و خواری سے نجات عطا فرما!

ملت ایران جس راہ پر برکت پر گامزن ہے اس پر باقی رہنے کی توفیق عطا فرما!

ہمارے آقا و مولا حضرت صاحب الزمان (عج) کو ہم سے راضی اور خوشنود فرما!

لوگوں کے خدمت گزار عہدہ داران حکومت کو کامیابی عطا فرما اور ہر قدم پر ان کی حمایت فرما!

اس ملت کے دشمنوں کو رسوا اور ان کو انہی کے شر میں مبتلا فرما!)

مکتب خمینی رہبر کی زبانی

امام خمینی کی اکیسویں برسی پر رہبر انقلاب کے خطبات جمعہ:

امام کی ذات کو مکتب امام سے الگ کیا جائے تو امام کا تشخص ختم ہو کر رہ جائے گا۔
روز قدس اور روز عاشور نفرت انگیز اقدامات کرنے والے عناصر کی طرف سے امام کی پیروکاری کا دعوی نا قابل قبول ہے۔

افراد کا موجودہ حال جانچ پرکھنے کا معیار

باوفا، با استقامت اور با بصیرت ایرانیوں نے خمینی کبیر کے وصال کی اکیسویں برسی کے مراسمات کو امام راحل سے وفاداری کے اظہار کی نمائش میں بدل دیا اور ایک بار پھر اپنے زمانے کے ولی فقیہ سے امام کے نورانی مکتب کے تحفظ کی تجدید عہد کا اعلان کیا۔
امام کی برسی بھی تھی اور روز جمعہ بھی تھا چنانچہ اسی مناسبت سے نماز جمعہ بھی تہران یونیورسٹی کی بجائے امام کے حرم میں منعقد ہوئی؛ اور امام خمینی کے جانشین برحق اور نائب امام زمانہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی الخامنہ ای نے نماز جمعہ کے خطبے دیئے جبکہ بعض ذرائع کے مطابق نمازیوں کی تعداد اتنی تھی کہ نماز جمعہ کا یہ اجتماع تاریخ اسلام کا سب سے بڑا اجتماعِ جمعہ کہلا سکتا ہے۔

خطبہ اول

* امام خمینی انقلاب اسلامی کا سب سے بڑا اور اہم ترین معیار ہیں لیکن امام کی ذات کو مکتب امام سے الگ کیا جائے تو امام کا تشخص ختم ہو کر رہ جائے گا۔

مکتب امام خمینی (خط امام):

مکتب امام (خط امام) کا تعارف کراتے ہوئے رہبر انقلاب نے فرمایا: خالص محمدی اسلام پر مسلسل سہارا لینا، مکتب اسلامی کے دائرے میں جاذبہ و دافعہ کی قوت کا استعمال، خدا کے وعدوں پر یقین کامل، معنوی محاسبات اور تقویٰ، انقلاب اسلامی کی افاقیت کو مدنظر رکھنا، عوام کے کردار پر یقین، افراد کے بارے میں فیصلہ کرتے یا کچھ بولتے وقت، ان کا موجودہ حال مدنظر رکھنا، امام خمینی کے مکتب کے اہم معیارات اور موازین ہیں جن کی صحیح انداز سے تشریح ہونی چاہئے اور انہیں دائمی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

معاشرتی مشن خاص طور پر انقلابات میں اصولی اور بنیادی موقف کا تحفظ کسی مشن یا انقلاب کو انحراف سے بچانے کا سبب بنتا ہے اور وہ لوگ جو ہر وقت انقلابات کا تشخص بدلنے کے درپے ہوتے ہیں ان کا کوئی خاص اور معین پرچم نہیں ہوتا اور وہ اپنی شناخت کروا کر سامنے نہیں آتے بلکہ ان کی حرکت خفیہ اور غیر اعلانیہ ہوتی ہے چنانچہ انقلابات کو بچانے کے لئے معین اور مشخص معیارات کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ انحراف پیش نہ آئے۔

انقلاب اسلامی کا اہم ترین اور بنیادی ترین معیار امام اور مکتب امام ہے جو امام کی روش، خطابات اور وصیت نامے میں جلوہ گر ہو گیا ہے۔

امام کی معیارات کی صحیح تشریح ضروری ہے اور ان معیارات کی غلط تشریح کرنے، انہیں بھلا دینے یا خفیہ رکھنے سے معاشرے کو قطب نما (کمپاس) کی خرابی جیسی صورت حال کا

سامنا کرنا پڑتا ہے اور خراب قطب نما سمتوں کا صحیح تعین کرنے سے عاجز ہوتا ہے [جس کے نتیجے میں کسی علاقے میں ناواقف مسافر کھو جاتا ہے]، چنانچہ امام کا موقف اور ان کی آراء و افکار کو بالکل واضح اور روشن انداز سے واضح کرنا چاہئے... امام کی شخصیت اور ان کا تشخص بھی اسی واضح اور روشن موقف پر منحصر ہے جس نے دنیا کو لرزہ براندام اور ملتوں کو بیدار کر دیا۔

امام نے استکبار، رجعت پسندی اور قدامت پرستی، مغربی لبرل جمہوریت اور منافقین اور دو چہروں والے افراد کے بارے میں واضح موقف اپنایا ہے اور ہم بعض افراد یا بعض گروہوں کو خوش کرنے کے لئے امام کے موقف کو چھپا نہیں سکتے اور ہمیں ایسا کرنا بھی نہیں چاہئے کیونکہ اگر امام کی ذات سے ان کا مکتب الگ کر دیا جائے تو امام کا تشخص ہی ختم ہو جائے گا اور امامت سے ان کا تشخص چھین لینا، امام خمینی کی خدمت نہیں کہلا سکتا۔

بعض لوگ امام کے بعض افکار و نظریات کو یا تو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں یا ان کا انکار کر دیتے ہیں اور افسوس کا مقام ہے کہ یہ فکری رویہ وہ لوگ اپنا رہے ہیں جو کسی زمانے میں امام کے افکار کی ترویج کیا کرتے تھے یا ان کے پیروکار تھے۔ نوجوانوں کو امام خمینی کا وصیت نامہ پڑھنے اور اس میں غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس وصیت نامے میں امام کا تفکر اسی وصیت نامے میں منعکس ہوا ہے۔ خالص محمدی اسلام امام خمینی کے مکتب کا ایک اہم معیار ہے اور امام کے تفکرات میں خالص اسلام سے مراد ظلم کے خلاف لڑنے والا، عدل و انصاف کا طالب، محرومین کا حامی اور پابرہنہ انسانوں اور مستضعفین کے حقوق کا پاسدار، اسلام ہے۔

امام کے تفکر میں امریکی اسلام خالص محمدی اسلام کے مدمقابل کھڑا ہے۔ اور امریکی اسلام وہی تشریفاتی اور تقریباتی (Ceremonial)، ظلم اور زیادہ طلبی کے سامنے غیر جانبداری اور جابر قوتوں کے ہمراہ ہو کر ان کی حمایت کرنے والا اسلام ہے۔

امام کے نزدیک خالص محمدی اسلام کا نفاذ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ اسلام کی

حاکمیت عملی صورت اپنا سکے اور امام بزرگوار اسلامی جمہوریہ کو اسلام کی حاکمیت کا مظہر اور اسلام کے نفاذ کی تمہید سمجھتے تھے اسی بنا پر امام اسلامی جمہوریہ کا تحفظ واجب ترین واجب (اوجبِ واجبات) قرار دیا کرتے تھے۔

امام خالص اسلام کے نفاذ ہی کو انقلاب اسلامی کا بنیادی مقصد سمجھتے تھے؛ اسی بنا پر امام اپنی حیات کے آخری لمحے تک پوری قوت کے ساتھ اسلامی جمہوریہ کے تحفظ پر ڈٹے رہے اور انھوں نے دنیا کے سامنے سیاسی نظام کا ایک بالکل نیا ماڈل پیش کیا جو اسلامی شریعت اور عوام کی رائے کی بنیاد پر قائم ہوا تھا۔

مکتب امام کا ایک اہم معیار آپ کا جاذبہ اور دافعہ (Attraction and repulsion) تھا اور امام اس قوت سے مکتب اسلامی کے دائرے کے اندر رہ کر استفادہ کیا کرتے تھے لہٰذا سیاست کے میدان میں ہر قسم کا تولا یا تبرا بھی امام کے تفکر اور اصولوں کے عین مطابق ہونا چاہئے۔

امام کا جاذبہ اور دافعہ بہت وسیع تھا؛ امام خمینی کی دشمنی اور ان کا فیصلہ کن موقف صرف اور صرف اسلام کی خاطر ہوا کرتا تھا اور اس موقف میں ذاتی مسائل کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا تھا اسی وجہ سے امام اپنی ملت کی تمام اقوام اور طبقوں کو اپنی آغوش لطف میں پناہ دیا کرتے تھے لیکن کمیونسٹوں، لبرل عناصر اور مغربی نظاموں کے دلباختہ عناصر کو نہایت فیصلہ کن انداز سے دفع کیا کرتے تھے اور رجعت پسندوں کی بھی کئی بار سخت اور تلخ عبارتیں استعمال کر کے مذمت کرتے اور انہیں دفع کر لیتے تھے؛ چنانچہ اس اہم معیار کے ہوتے ہوئے یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص امام کی راہ کا سالک اور امام کے مکتب کا پیروکار بھی کہلائے اور ایسے افراد و عناصر کا ساتھ بھی دے اور ان کی ہمراہی بھی کرے جو اعلانیہ انداز میں امام کے خلاف جھنڈے اٹھائے ہوئے ہیں۔

اگر امریکہ، اسرائیل، شہنشاہیت پسند، منافقین اور امام کی دیگر دشمن اور معاندین ایک شخص کے گرد اکٹھے ہو جائیں اور اس کی تعریف و تمجید کریں اور اس کا احترام کریں اور [اسی حال

میں]وہ شخص دعوی کرے کہ" میں امام خمینی کا پیرو کار ہوں" تو اس کا یہ دعوی قابل قبول نہیں ہے اور اس دعوے کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا کیونکہ امام نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اگر اسلام دشمن قوتیں ہماری تعریف کرنا شروع کردیں تو ایسی صورت میں جان لینا چاہئے کہ ہم خائن ہیں۔

بعض لوگوں نے یوم القدس کو اعلانیہ طور پر امام کے اہداف و مقاصد کے خلاف موقف اختیار کیا اور حالیہ روز عاشور کو انھوں نے نہایت رسوا کن اقدامات کئے تو ایسی صورت میں اگر کوئی شخص امام کے اصولوں کے سراسر خلاف موقف کے ساتھ ہمراہی اور اتفاق کا اظہار کرے یا حتیٰ اس موقف کے سامنے خاموشی اختیار کرے تو ملت ایران حقائق کا ادراک کرکے ایسے شخص کی طرف سے مکتب امام کی پیروکاری کا دعویٰ قبول نہیں کرے گی۔

خدا کے وعدوں پر اعتماد و اطمینان اور معنوی و الٰہی محاسبات کو مدنظر رکھنا، مکتب امام کا ایک اور اہم معیار ہے اور امام خمینی اپنے فیصلوں اور تدبیروں میں معنوی محاسبات کو پہلے درجے کی اہمیت دیا کرتے تھے اور کسی بھی کام کی انجام دہی سے ان کا واحد مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہوتا تھا۔

امام خمینی کے مشن میں ناامیدی، خوف، غفلت اور غرور مہمل الفاظ تھے اور امام نے ذاتی، سماجی، سیاسی مسائل حتی دشمنوں اور مخالفین کے بارے میں اپنی قضاوتوں اور فیصلوں میں تقوی کے راستے سے ذرہ برابر انحراف نہیں کیا اور یہ سب کے لئے بالخصوص انقلابی، باایمان اور امام کے عاشق نوجوانوں کے لئے سبق ہے کہ حتی دشمن کے سلسلے میں بھی حق و عدل اور تقوی اور انصاف کے اصولوں کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

عوام اور عوامی کردار مکتب امام کا ایک اور اہم معیار ہے اور امام نے انتخابات اور دیگر میدانوں میں عوام کے کردار کا سہارا لینے میں نہایت اہم اور عظیم اقدامات سرانجام دیئے ہیں۔

انقلاب اسلامی کی کامیابی کے صرف دو مہینے بعد ریفرینڈم کرانے، اور حکومت کے شیوے اور اس کی نوعیت کے تعین کی غرض سے عوامی رائے سے رجوع کرنے کی مثال وہ بھی

اتنے مختصر عرصے میں کسی بھی انقلاب میں نہیں ملتی۔

انقلاب اسلامی کے بعد ہر قسم کے حالات حتی مسلط کردہ جنگ کے دشوار ترین ایام میں متعدد بار انتخابات کا انعقاد کیا جاتا رہا اور گذشتہ 30 سالہ تاریخ میں کوئی ایک انتخاب بھی حتی ایک روز ملتوی نہیں ہوا اور یہ خصوصیت جمہوریت کے بلند بانگ نعرے لگانے والے کسی بھی نظام میں نہیں پائے جاتے۔

امام کی تحریک کی افاقیت:

امام نے شجاعت کا زبردست مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی تحریک کی عالمگیریت اور افاقیت کا اعلان کیا مگر امام کی اسلامی تحریک کی آفاقیت کا مطلب دوسرے ممالک کے امور میں مداخلت یا استعماری انداز سے انقلاب دوسری ممالک میں برآمد کرنا نہ تھا بلکہ امام کا مقصود اور ان کا مقصد یہ تھا کہ دنیا کی قومیں اس عظیم تاریخی تحریک کی برکتوں سے مستفیض ہوں اور آگاہ ہو کر اپنے فرائض اور ذمہ داریاں نبھائیں۔

فلسطینی ملت کا مردانہ وار اور منطقی دفاع، انقلاب اسلامی کے بارے میں ان کے عالمی تفکر کی ایک مثال ہے اور امام صراحت کی ساتھ اسرائیل کو سرطانی پھوڑا سمجھتے تھے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ سرطانی پھوڑے کا علاج اسے کاٹ کر پھینک دینا ہے۔

فلسطینی ملت کا مردانہ وار اور منطقی دفاع، معقول ترین موقف تھا؛ دنیا کی جابر قوتوں نے ایک قوم کو ظلم و ستم، قتل و غارت، آزار و جلاوطنی کا نشانہ بنا کر ایک جغرافیائی یونٹ کو دنیا کے نقشے سے حذف کرنے اور ایک سو فیصد غیر منطقی اور نامعقول اقدام کر کے اسرائیل کے نام سے ایک جعلی مملکت کو اس یونٹ کے مقام پر لا کھڑا کرنے کی کوشش کی لیکن اس واضح و آشکار تاریخی ستم کے سامنے امام نے سو فیصد معقول اور منطقی موقف اپنا کر فرمایا کہ اس جعلی جغرافیائی یونٹ کو حذف

ہونا چاہئے اور تاریخ میں اصلی مملکت یعنی فلسطین کی حیات جاری اور ساری رہنی چاہئے۔

غاصب اسرائیل کے مقابلے میں امام کا موقف بالکل واضح اور صریح تھا لیکن اس وقت اگر کوئی اشارہ کر کے بھی اسرائیل کے خلاف کوئی موقف اپنا تا ہے تو مکتب امام کی پیروکاری کے بعض دعویدار اسے تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

امام کے مکتب کے اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ امام نے کسی کے بارے میں کوئی موقف اپنانے یا فیصلہ کرنے کے لئے افراد کے موجودہ حال (Currentstate) کو معیار قرار دیا، امام نے کئی بار فرمایا کہ افراد کے بارے میں فیصلہ کرنے کا معیار ان کا موجودہ حال (اور موجودہ کردار) ہے اور یہ مسئلہ امام کے مکتب کی شناخت اور اس کی پیروی کا اہم معیار ہے... افراد کے ماضی کا حوالہ دینا (اور ماضی میں ان کے کردار کا حوالہ دینا) صرف اسی وقت قابل قبول ہوگا کہ ان کا حال ان کے ماضی کے برعکس نہ ہوا ہو اور اگر ایسا ہوا (اور افراد کا موجودہ کردار ان کے ماضی کے کردار سے مختلف ہوا) تو فطری سی بات ہے کہ ان کا ماضی ان کے تشخیص وشناخت کا معیار نہیں ہوسکتا۔

طلحہ اور زبیر کا تاریخی کردار صدر اول میں بہت ہی اونچا اور قابل قدر تھا مگر بعد میں ان کا موقف بدل گیا اور ان کے خلاف امیر المومنین علیہ السلام کا فیصلہ کن موقف ہر قسم کا موقف اپنانے یا فیصلہ کرنے کے سلسلے میں افراد کے حال (موجودہ حالت) کو مدنظر رکھنے کی ضرورت کی تاریخی مثال ہے۔

امام خمینیؒ نے بھی انقلاب کے سلسلے میں اپنے بعض پرانے ساتھیوں کے خلاف فیصلہ کن موقف اپنایا اور یہ امام کی طرف سے اس اہم معیار کی پابندی کا عملی نمونہ تھا؛ ان لوگوں میں سے بعض حتی نجف کے زمانے سے امام کے ہمراہ تھے لیکن بعد کے مراحل میں امام نے انہیں مسترد کیا کیونکہ ان کا نیا موقف ابتدائی موقف سے بالکل مختلف تھا۔

امام اور مکتب امام کے اصولوں اور معیارات وموازین سے آگہی کے لئے سب لوگ خاص طور پر نوجوانوں کو امام کے افکار و آراء اور مکتب وتعلیمات کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

امام کے وصال کے بعد ملت ایران اور اسلامی جمہوریہ ایران کی قوت میں روز افزوں اضافہ ہوا ہے اور دشمن کی ہر سازش اور منصوبہ بندی خواہ بعض سادہ لوح عناصر ان کی حمایت ہی کیوں نہ کریں ایران کی عظیم الشان ملت کی استقامت اور بصیرت کی برکت سے آخر کار اسلامی جمہوریہ ایران کی تقویت پر منتج ہوتی ہے۔

امریکہ، برطانیہ، دیگر مغربی ممالک اور منافقین، شہنشاہیت پرستوں نے گذشتہ سال کے صدارتی انتخابات کے بعد رونما ہونے والے فتنے کی حمایت کی؛ دشمنوں اور فتنہ انگیزوں کی ہمراہی 9 دی اور 22 بہمن کے عظیم قومی کارناموں اور ملت ایران کی عظمت کی پرشکوہ تجلی پر منتج ہوئی اور اس کے بعد بھی ملت ایران اور اس کے پڑھے لکھے نوجوان تقوی اور بصیرت کے سہارے دشمنوں کی ہر سازش کو ناکام بنا دیں گے۔

خطبہ دوئم

فلسطین کو یہودی بنانے کی سازش اور غزہ کی مسلسل ناکہ بندی اور متعلقہ مسائل بہت اہم ہیں۔ان مسائل کو توجہ دینے اور ان کا تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔

فلسطین کو یہودی بنانے کی سازش کا مقصد فلسطین میں اسلام کی جڑیں سُکھانا ہے چنانچہ عالم اسلام اپنے پورے وجود کے ساتھ اس عظیم جرم کے مدمقابل کھڑا ہوجائے اور اس سازش پر عملدرآمد کا راستہ روک لے۔

غزہ کی ناکہ بندی ایک وحشیانہ اقدام ہے اور امریکہ، برطانیہ اور انسانی حقوق کے تحفظ کے دعویدار دیگر مغربی طاقتوں کی حمایت سے غزہ میں ڈیڑھ ملین انسانوں کا محاصرہ کرلیا گیا ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ اس سلسلے میں بعض عرب اور اسلامی ممالک بھی اپنی مکمل خاموشی کے ذریعے اس واقعے کا تماشا دیکھ رہے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ بعض اسلامی ممالک کے حکمرانوں کا پس پردہ کردار غدارانہ اور خائنانہ ہے۔

آزاد اور بین الاقوامی پانیوں میں غزہ کو امداد پہنچانے والے قافلے پر صہیونیوں کا حالیہ حملہ اور اس سلسلے میں ان کی نفرت انگیز دروغ گوئی نے دنیا والوں کے سامنے صہیونیوں کا وحشی پن اور درندگی طشت از بام کر رکھی ہے اور یہ وحشی پن وہی حقیقت ہے جس کی صدا اسلامی جمہوریہ نے گذشتہ تیس برسوں سے اٹھائی ہوئی ہے مگر ہماری اس صدا کو جھوٹی اور ریا کار مغربی قوتوں کی طرف سے بے رخی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

امداد رسانی کے قافلے پر صہیونیوں کا حملہ درحقیقت صہیونیوں کے محاسبے اور منصوبہ بندی میں بہت بڑی غلطی کا نتیجہ تھا؛ صہیونی ریاست جس طرح کہ لبنان پر حملہ کرتے وقت اور اس کے بعد غزہ پر حملہ کرتے وقت محاسباتی غلطیوں کی مرتکب ہوئی اس حملے میں بھی بڑی غلطی کی مرتکب ہوئی اور ان پے در پے غلطیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ریاست قدم بقدم اپنے قطعی مقدر یعنی فنا کی وادی میں سرنگونی کے مرحلے کے بالکل قریب پہنچ رہی ہے۔

نیویارک میں این پی ٹی کی نشست میں رونما ہونے والا واقعہ بھی بہت اہم اور قابل توجہ ہے۔ اس اجلاس کے نتائج سے معلوم ہوا کہ امریکہ جیسی جابر اور متکبر قوت کی نہ تو بات کا دنیا میں کوئی خریدار ہے اور نہ ہی اس کی رائے کی کوئی وقعت ہے۔ اس اجلاس کا نتیجہ جبر کی قوتوں کی خواہش کے بالکل برعکس تھا اور دنیا کے 189 ممالک نے دباؤ ڈال کر صہیونی ریاست کو این پی ٹی میں شامل ہونے کا پابند بنایا ہے اور ایٹمی ہتھیاروں کے اتلاف اور انہدام کی ضرورت مدنظر ٹھہری۔

اسلامی جمہوریہ ایران، اپنی قوم کی 30 سالہ استقامت کی بدولت دنیا کی رائے عامہ میں تبدیلیوں کا سبب بنا ہوا ہے چنانچہ آج نہ صرف اقوام بلکہ حکومتیں بھی امریکہ کے مدمقابل کھڑے ہو کر ڈٹ جاتے ہیں اور اس کی رائے کے خلاف رائے دیتے ہیں۔

یہ بین الاقوامی مسائل اور واقعات عظیم الشان ملت ایران کے لئے اللہ کی بشارتوں میں سے ہیں...